دوران خطبہ جمعہ دو رکعت

تحیۃ المسجد کا حکم

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز

مجلس الدعوۃ الاسلامیہ

۱۱۶۴-اے۔ چاہ رہٹ۔ جامع مسجد دہلی-۱۱۰۰۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دورانِ خطبۂ جمعہ دو رکعت

تحیۃ المسجد کا حکم

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز

مہتمم جامعہ ابراہیمیہ ناصر روڈ سیالکوٹ

ناشر

www.KitaboSunnat.com

مجلس الدعوۃ الاسلامیہ

۱۱۶۴۔ اے۔ چاہ رہٹ۔ جامع مسجد دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکے از مطبوعات مجلس الدعوۃ الاسلامیہ

نام کتاب ـــــــ دورانِ خطبۂ جمعہ دو رکعت تحیۃ المسجد کا حکم۔

نام مصنف ـــــــ مولانا محمد علی جانباز۔

تعداد صفحات ـــــــ ۸۴۔

پہلا ایڈیشن ـــــــ گیارہ صد (پاکستان میں)

تاریخ اشاعت ـــــــ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۹۰ء

دوسرا ایڈیشن ـــــــ گیارہ صد (ہندوستان میں)

ناشر ـــــــ مجلس الدعوۃ الاسلامیہ دہلی

مطبع ـــــــ ایس ایس پریس چوڑیوالان دہلی

سنہ اشاعت فروری سنہ ۹۲ء

ملنے کا پتہ

مکتبہ نوائے اسلام ۱۱۴۳ اے چاہ رہٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶۔

المکتبۃ الرحمانیۃ
22520

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلّف

آج سے پچیس برس پیشتر ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ کسی شخص نے کسی اہلِ حدیث عالم دین سے سُن کر یا کہیں سے خطبۂ جمعہ دو رکعت بطور تحیۃ المسجد کی ادائیگی کے اثبات کے بارے میں اہلِ حدیث موقف پڑھ کر جناب عامر عثمانی مدیر ماہنامہ "تجلی" دیوبند (بھارت) سے استفسار کیا تھا، جس پر انہوں نے اپنے ماہنامہ میں سولہ صفحات پر مشتمل ایک مضمون قلمبند فرمایا جس میں زیرِ نظر موقف کی بڑی شدّ و مدّ سے تغلیط و تردید کی گئی تھی۔ مدیر موصوف کے تمام تر تحقیقی سرمایہ کی بنیاد صرف اور صرف علماء احناف کی کتب پر قائم کی گئی تھی۔ جب یہ مضمون شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم (امیر جمعیت اہلِ حدیث پاکستان) کی نظروں سے گزرا تو انہوں نے راقم الحروف کو حکم فرمایا کہ میں اس مضمون کا سیر حاصل جواب رقم کروں۔ لہٰذا میں نے دورانِ خطبہ جمعہ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کی تائید میں ایک مفصّل جواب مضمون سپردِ قلم کیا۔ جو مؤقر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں تیرہ اقساط میں اشاعت پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمی حلقوں نے اس مضمون کو بنظرِ استحسان دیکھا۔ اس مضمون کی اشاعت کے کافی عرصہ بعد تک مدیر "تجلی" بقیدِ حیات رہے لیکن ان سے کوئی جواب الجواب نہ بن پڑا۔ کافی عرصہ سے دوست اور احباب اصرار کر رہے تھے کہ اس مضمون کو جو "الاعتصام" کی فائلوں کی زینت تھا، اُسے علیحدہ طور پر بغرض افادہ عام کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔

اُن احباب و حضرات کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے راقم نے اُسی مضمون کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقیدی تخاطب کے انداز اور مناظرانہ اسلوب کی بجائے ایک مثبت مفصل مضمون کی شکل میں از سر نو مرتب کیا ہے۔ جو ہدیۂ قارئین ہے۔

محمد علی جانباز
مہتمم جامعہ ابراہیمیہ
ناصر روڈ۔ سیالکوٹ۔

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۹۰ء
۲۹ شعبان سنہ ۱۴۱۰ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند بنیادی مقدمات

خطبۂ جمعہ کے دوران نوافل پڑھنے کے جواز یا عدم جواز کے دلائل پر بحث کرنے سے قبل چند مقدمات پیشِ نظر رکھنے ضروری ہیں جو علماء اور فقہاء کے درمیان مسلّم ہیں۔ اور کسی بھی مسئلہ پہ غور و فکر کرنے سے پہلے یہ بنیادی اصولوں کا کام دیتے ہیں۔

اوّلاً: اگر کسی صحابیؓ کا قول صحیح روایت یا کسی آیت کے خلاف ہو، اور ان میں تطبیق بھی نہ دی جا سکے تو صحابیؓ کے قول پر آیت اور روایت کو مقدم رکھا جائے گا۔

ثانیاً: یہ کہ کسی بات کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کے ماننے والوں کی تعداد کتنی ہے۔ بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس کے حق میں دلائل کتنے قوی ہیں۔

ثالثاً: نصِ صریح کے مقابلہ میں احتمال و قیاس مردود ہیں۔

رابعاً: کسی مجتہد کو بنفسہٖ منصبِ شریعت حاصل نہیں۔

خامساً: اصل اطاعت و تابعداری اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ٹھہرائی ہے!

ان مقدمات میں کچھ اور باتوں کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زیرِ بحث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع کے لیئے ان اصولوں پر نظر رکھنا کافی ہوگا۔ اس لیئے اِن ہی پہ اکتفا کرتا ہوں۔

اب ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر آپ خطبۂ جمعہ کے دَوران تحیۃ المسجد پڑھنے کی شرعی حیثیت پر غور فرمائیں۔

خطبۂ جمعہ کے دَوران دو رکعت تحیۃ المسجد کا حکم:

اس مسئلہ میں علماء کے دو قول ہیں:۔

۱۔ ایک یہ کہ دَورانِ خطبہ آنے والے کے لیئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا سُنّت ہے۔ یہ مسلک اکثر صحابہؓ تابعینؒ اور تمام محدثینؒ کا ہے۔

۲۔ دُوسرا یہ کہ خطبۂ جمعہ کے دَوران کسی قسم کی نماز جائز نہیں۔ یہ مسلک فقہاء کوفہ، امام ابوحنیفہؒ، اور ایک روایت میں امام مالکؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

ذیل میں پہلے قول کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) امیر المحدثین حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس مسئلہ کی وضاحت کے لیئے دو باب ان الفاظ میں ارقام فرمائے ہیں۔

ا۔ بَابٌ اِذَا رَاَى الْاِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ اَمَرَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

باب اس بارے میں ہے کہ جب امام دَورانِ خطبہ کسی شخص کو آتے ہوئے دیکھے تو اس کو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دے۔

ب۔ بَابٌ مَنْ جَاءَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

یہ بات اس بارے میں ہے کہ جو شخص (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہا ہو تو وہ ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔

ان دونوں بابوں کے تحت امام بخاریؒ نے تھوڑے سے لفظی تغیر کے ساتھ یہ حدیث لکھی ہے۔

عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ؟ قَالَ: لَا: قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ (صحیح بخاری ص ۱۲۷، ج ۱)

عمرو سے مروی ہے، انہوں نے جابرؓ سے سنا، انہوں نے کہا جمعہ کے دن ایک آدمی (مسجد میں) داخل ہوا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا! کیا تو نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے اسے کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

(۲) مسلم شریف میں ایک باب اس طرح قائم کیا گیا ہے:۔

مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ خَرَجَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا۔

جو شخص مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو مختصر سی دو رکعت پڑھ لے۔

اس باب کے تحت امام مسلمؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكُ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا (مسلم ص ۲۸۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ: سُلیک غطفانی جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور بیٹھ گئے۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور دو ہلکی سی رکعت پڑھ لو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی خطبہ کے دوران مسجد میں آئے تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔

صحیحین کی ان ہر دو روایات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ کے دوران دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا سنّت ہے۔ یہ دونوں قولی روایتیں ہیں۔ کیونکہ پہلی روایت میں ایک خاص شخص کے لیئے آپ نے حکم صادر فرمایا۔ اور دوسری میں ایک عام تشریعی حکم کے ذریعہ اسے اُمت کے لیئے بھی سنّت قرار دیا ہے۔

① امام بغویؒ فرماتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ دَخَلَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

(شرح السنۃ ص ۲۶۶، ج ۴)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص خطبہ کے دوران آئے، وہ دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ یہی مسلک اہلِ علم کی اکثریت کا ہے۔

② امام نوویؒ ان احادیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ كُلُّهَا صَرِيْحَةٌ فِي الدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَفُقَهَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ اَنَّهُ اِذَا دَخَلَ الْجَامِعَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ اسْتُحِبَّ لَهُ اَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ وَيُكْرَهُ الْجُلُوْسُ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَهُمَا وَاَنَّهُ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَتَجَوَّزَ فِيْهِمَا لِيَسْمَعَ بَعْدَهُمَا الْخُطْبَةَ۔ (شرح صحیح مسلم ص ۲۸۷)

یہ تمام احادیث امام شافعیؒ، احمدؒ، اسحاقؒ اور تمام فقہاء محدثین کے مسلک کی تائید کرتی ہیں کہ جب کوئی شخص جمعہ کے روز مسجد میں اس حال میں داخل ہو کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ تو اس کے لیئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر بیٹھنا مستحب ہے۔ بغیر ان کے پڑھے بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ مختصر پڑھی جائیں، تاکہ بعد ازاں خطبہ سنا جا سکے۔

(۳) نیز امام نوویؒ شرح مہذب میں فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا اِذَا دَخَلَ دَاخِلٌ وَالْاِمَامُ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَوْ فِيْ اَثْنَاءِ الْخُطْبَةِ فَيُسْتَحَبُّ لَهُ اَنْ يُصَلِّيَ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ وَيُخَفِّفُهُمَا وَيُكْرَهُ تَرْكُهُمَا لِلْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

(ص ۵۵۱ : ج ۴)

امام کے منبر پر بیٹھنے یا دورانِ خطبہ اگر کوئی شخص آئے تو اس کے لیئے ہلکی سی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح احادیث کی بناء پر ان کا ترک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا منع ہے۔

④ امام خطابیؒ فرماتے ہیں :۔

وَفِيهِ أَنَّ الدَّاخِلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لَا يَقْعُدُ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ إِذَا تَكَلَّمَ أَعَادَ الْخُطْبَةَ وَلَا يُصَلِّي الدَّاخِلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ، وَالسُّنَّةُ أَوْلٰى مَا اتُّبِعَ

(معالم السنن ص ۲۲ : ج ۲)

اس حدیث میں یہ صراحت ہے کہ دورانِ خطبہ مسجد میں داخل ہونے والا دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ اور بعض فقہاء کا خیال ہے کہ دورانِ خطبہ کچھ نہ پڑھا جائے۔ لیکن سنت کی اتباع اولیٰ ہے۔

⑤ امیر یمانیؒ فرماتے ہیں۔

وفی الحدیث دلیل علی أن تحیۃ المسجد تصلّٰی حال الخطبۃ وقد ذھب الی ھذا طائفۃ من الآل و الفقہاء و محدثین ویخفّف لیفرغ لسماع الخطبۃ وذھب جماعۃ من السّلف والخلف الی عدم مشرعیتھا حال الخطبۃ والحدیث ھذا حجّۃ علیھم۔

(سبل السلام ص ۵۱ : ج ۲)

یہ حدیث اس بات پر بیّن دلیل ہے کہ دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد پڑھی جائے یہی مسلک تمام محدثین فقہاء کا ہے۔ اور سلف و خلف میں سے کچھ لوگ اس کی عدم مشروعیت کے قائل ہیں۔ لیکن یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) علاّمہ قرطبیؒ حضرت جابرؓ کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں :-

خطبہ کے دوران دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بارے میں یہ حدیث نصِ صریح ہے۔ (تفسیر قرطبی ص ۱۱۷ : ج ۱۸)

(۷) امام شوکانیؒ انہی احادیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

والاحادیث المذکورۃ فی الباب تدل علی مشروعیۃ تحیۃ المسجد حال الخطبۃ (نیل الاوطار ص ۲۵۶ : ج ۳)

اس باب میں مذکورہ احادیث خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

(۸) علامہ محمد خطاب السبکی فرماتے ہیں :-

وظاهر الحديث يدل ايضا على مشروعية هاتين الركعتين فی جميع الاوقات حتى وقت الخطبة۔

(العذب المنهل المورود ص ۸۷ : ج ۳)

اس حدیث کے ظاہر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں، حتّٰی کہ خطبۂ جمعہ کے دوران بھی۔

(۹) امام ابن خزیمہؒ نے حضرت جابرؓ کی حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے:

باب الأمر بتطوع ركعتين عند دخول المسجد وان كان الإمام يخطب خطبة الجمعة، ضد قول من زعم أنه غير جائز ان يصلى داخل المسجد والامام يخطب

(صحیح ابن خزیمہ ص ۱۶۵ : ج ۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد میں جب کوئی شخص داخل ہو تو اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔ اگرچہ اس وقت امام خطبۂ جمعہ ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔ بخلاف اس کے جس نے دورانِ خطبہ کچھ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

واقعہ سُلیکؓ اور مانعین کی تاویلات

عُلمائے احناف نے حدیث سُلیکؓ کو رد کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تاویلاتِ رکیکہ سے کام لیا ہے:

پہلی تاویل یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کلام فی الصلٰوۃ کی اجازت تھی۔ اور چونکہ خطبہ بھی صلوٰۃ کے درجہ میں ہے، اس لیۓ اس میں بھی کلام اور صلوٰۃ اس وقت جائز تھا۔ پھر جب صلوٰۃ میں کلام منسوخ ہوا تو خطبہ میں بھی کلام و صلوٰۃ ممنوع ہو گیا۔

مگر احناف کا اس واقعہ کے متعلق نسخ کا دعوٰی غلط ہے کیونکہ یہ واقعہ کسی صورت میں بھی ابتدائی دور کا نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت سلیک بہت آخر میں مسلمان ہوئے تھے جبکہ تمام قسم کی پابندیاں عائد ہو چکی تھیں۔ اور خطبہ کے تمام احکام و آداب مکمل ہو چکے تھے۔

حافظ ابنِ حجرؒ دعوٰی نسخ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وتعقب بان سليكا متاخر الاسلام جدا وتحريم الكلام متقدم جدا فكيف يدعى نسخ المتأخر بالمتقدم مع أن النسخ لا يثبت بالاحتمال (فتح الباری ص ۱۰۱ ج ۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخ کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ کیونکہ سلیکؓ تو بہت آخر میں مسلمان ہوئے تھے۔ اور خطبہ کے دوران کلام کا حرام ہونا بہت پہلے ہو چکا تھا۔ نیز نسخ ثابت کرنے کے لیئے نص کی ضرورت ہوتی ہے محض احتمال سے نسخ ثابت نہیں ہو سکتا۔

حضرت محدث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں :۔

فالقول بان هذا کان قبل ان ینسخ الکلام فی الخطبة باطل مردود علی قائله (تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۵ ج ۱)

یہ کہنا کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ ابھی خطبہ میں کلام کرنا منسوخ نہیں ہوا تھا۔ باطل و مردود ہے۔

دوسری تاویل واقعہ سلیک میں دوسری تاویل یہ کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران نماز پڑھنے کا حکم محض اس لیئے دیا تھا کہ لوگ اس کی خستہ و خراب حالت دیکھ کر اس پہ صدقہ کریں۔

(فیض الباری ص ۳۴۰ ج ۲، معارف السنن از بنوری ص ۳۶۸ ج ۴، فتح الملہم ص ۴۱۶ ج ۲)

اوّلاً یہ بات ہی بے بنیاد ہے کہ اس کا دو رکعت نماز پڑھنا اس کی حالت کا دکھلانا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حاضرین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا وہ محض اس شخص کے لیئے نہیں دیا تھا۔ بلکہ وہ تو ہنگامی حالت کے تحت عام فقراء کے لیئے فنڈ جمع کرنے کا حکم تھا۔ جس کا مستحق یہ شخص بھی تھا۔ چنانچہ اس کو بھی دو کپڑے مل گئے۔ اور آپ کا اپیل کرنا اتفاقاً اس کی آمد پہ ہوا۔ دوسرے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے جمعہ میں بھی یہی اتّفاق پیش آیا۔ چنانچہ دوسرے جمعہ کو آنحضرتؐ کی اپیل سنتے ہی اس شخص نے بھی ایک کپڑا صدقہ میں دے دیا۔ چونکہ یہ شخص بہت غریب تھا اس لیے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کپڑا واپس کر دیا۔ اس جمعہ کو بھی آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ یہ نماز اس کی خستہ وخراب حالت ظاہر کرنے کے لیئے نہ تھی، جیسا کہ احناف اور دیگر مانعین نے سمجھا ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کہانی تم نے دل سے گھڑ کر سنا دی ہے، ثبوت بھی دو؟ وگرنہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ بجا فرمایا۔ مگر جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کا ثبوت ابھی ہم پیشِ خدمت کیئے دیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

سلیکؓ کا دوسرے جمعہ کو عین خطبہ کے دَوران آنا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اس کو دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم دینا نسائی شریف میں ہے جس کا عنوان "بَابُ حَثِّ الِامَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ" ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:-

جاء رجل یوم الجمعة والنّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم یخطب بهیأة بذة فقال له رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اصلیت؟ قال لا قال صل رکعتین وحث النّاس علی الصدقة فالقوا ثیابا فاعطاه منها ثوبین فلمّا کانت الجمعة الثانیة جاء ورسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یخطب فحث النّاس علی الصدقة قال فالقی احد ثوبیه فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جاء ھذا یوم الجمعة بهیأة بذة فامرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس بالصدقة فالقوا ثيابا فامرت له منها ثوبين ثم جاء الان فامرت الناس بالصدقة فالقى احدهما فانتهره فقال خذ ثوبك (ص ۱۶۶، ج ۱)

جمعہ کے دن ایک آدمی دورانِ خطبہ خستہ وخراب حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا، کیا تو نے دو رکعت پڑھ لی ہیں ؟ اس نے کہا نہیں، تو آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ اور لوگوں کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دی۔ لوگوں نے کچھ کپڑے جمع کیئے تو آپ نے اسے بھی دو کپڑے عنایت کردیئے۔ پھر آئندہ جمعہ کو بھی۔ یہی شخص دورانِ خطبہ مسجد میں داخل ہوا (پھر آپ نے اس کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا) اس مرتبہ بھی آپ نے لوگوں سے صدقہ کرنے کی اپیل کی۔ چنانچہ کچھ کپڑے جمع ہو گئے جن میں سے ایک کپڑا اس شخص نے بھی دے دیا۔ چنانچہ ایسی تنگ دستی پر صدقہ کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا اور اس کا کپڑا واپس کردیا۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تحیۃ المسجد کا حکم اس پر صدقہ کرنے کی غرض سے نہیں تھا۔ صدقہ تو صرف جزدِ علت تھا، نہ کہ علتِ کاملہ۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ اس حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :-

قِيْلَ اَمَرَ لِيَرَى النَّاسَ هَيْئَتَهُ فَيَتَرَحَّمُوْنَ عَلَيْهِ لٰكِنَّ مُقْتَضَى السُّوَالِ بِقَوْلِ اَصَلَّيْتَ ..... الخ اَنَّهُ مَا قَصَدَ بِالْاَمْرِ ذٰلِكَ (ص ۱۶۶ : ج ۱)

کہا گیا ہے کہ نماز پڑھنے کا حکم اس لیئے دیا گیا تھا کہ لوگ اس کی خستہ وخراب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کر دیں لیکن سوال کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا یہ مقصد نہ تھا۔

اب وہ حدیث بھی سن لیجیے جس میں تین جمعہ کا ذکر ہے۔ مسند احمد اور ابن حبان میں ہے:۔

اِنَّهٗ كَرَّرَ اَمْرَهٗ بِالصَّلٰوةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فِيْ ثَلَاثِ جُمَعٍ

متواتر تین جمعہ آپ نے اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد ص ۲۵، ج ۲)

علامہ زیلعیؒ نے اس تاویل کی تردید کے لیئے ابن حبان کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

وَزَادَ فِيْهِ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَقَالَ لَهٗ لَا تَعُدْ لِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ يُرِيْدُ الْاِبْطَاءَ لَا الصَّلٰوةَ بِدَلِيْلِ اَنَّهٗ جَاءَ فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ بِنَحْوِهٖ فَاَمَرَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ مِثْلِهِمَا (نصب الرایہ ص ۲۰۳ : ج ۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا یعنی دیر سے نہ آنا۔ جلد آیا کرو۔ آپ نے یہ اس لیئے کہا تھا کہ وہ دوسرے جمعہ میں بھی دیر سے آیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس سے دو رکعت پھر پڑھوائیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ مانعین کی تاویل (صدقہ کی غرض سے نماز پڑھوانا) غلط ہے۔

ثانیاً:۔ ہم کہیں گے کہ چلیئے آپ واقعہ سلیکؓ کو اصل مطلب سے ہٹا کر اپنی رائے سے ایک مصلحت (صدقہ) پر اس کی بنیاد رکھنا ہی چاہتے ہیں تو آپ کو یہ بھی اپنی رائے کا جزو بنا لینا چاہیئے کہ امام کے لیئے یہ ضروری ہے کہ جب خطبہ دینے کے لیئے مسجد میں آئے تو منبر پر بیٹھ کر پہلے تمام حاضرین کی طرف نظر دوڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیکھے۔ اگر سلیکؓ جیسی خستہ و خراب حالت والا کوئی شخص حاضرین میں بیٹھا ہوا نظر آئے تو اس کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دے۔ تاکہ لوگ اس کی حالت دیکھ کر اس پہ صدقہ کر دیں۔ اور خود خطبہ روک کر اس کی فراغت کا منتظر رہے۔

ثالثاً :۔ احناف کی اس تاویل پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مدینہ منورہ میں دس سال کے عرصہ میں جتنے جمعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائے اتنے عرصہ میں سوائے حضرت سلیکؓ کے مستحق صدقہ اور کوئی جمعہ پڑھنے کے لئے نہیں آیا ہوگا؟ آیا ہوگا، اور یقیناً آیا ہوگا۔ تو پھر کس بنا پہ طے کر لیا گیا۔ کہ حضرت سلیکؓ ہی صدقہ کا حق دار تھا۔ اور کوئی نہیں تھا۔

رابعاً :۔ اگر مان لیا جائے کہ نماز پڑھوانا اصل مقصود نہ تھا تو بلکہ مقصود اس کی حالت کا دکھلانا تھا۔ تو ہم کہیں گے کہ اس مقصد کے لیے صرف نماز ہی کو کیوں ذریعہ بنایا گیا۔ جب کہ دوسرے ذرائع سے بھی یہ کام لیا جا سکتا تھا۔

تیسری تاویل واقعہ سلیکؓ میں مانعین حضرات تیسری تاویل یہ کرتے ہیں: کہ جب آپ نے سلیک کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا تو اتنی دیر خطبہ دینے سے آپ رک گئے۔ پھر جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے پھر خطبہ دینا شروع کر دیا۔ اس کی تائید میں دارقطنی کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَاَمْسَكَ عَنِ الْخُطْبَةِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ

یعنی حضور خطبہ سے رک گئے یہاں تک کہ اس نے نماز پوری کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ یہ روایت یا تو مرسل ہے یا مُعضَل۔ بدیں وجہ امام دارقطنی نے خود ہی اس کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ مرسل روایت محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ احناف اگرچہ حجت مانتے ہیں مگر صحیح بات اس کا عکس ہے۔ چنانچہ امام مسلمؒ اپنی صحیح کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:-

اَلْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَایَاتِ فِیْ اَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَیْسَ بِحُجَّةٍ (مسلم ص ۲۲: ج ۱)

حدیث کا علم رکھنے والے اہل علم کے نزدیک مرسل روایت حجت نہیں ہے۔
حافظ ابن صلاحؒ لکھتے ہیں:-

وَمَا ذَکَرْنَاهُ مِنْ سُقُوْطِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ وَالْحُکْمِ بِضُعْفِهٖ هُوَ الْمَذْهَبُ الَّذِیْ اسْتَقَرَّ عَلَیْهِ اٰرَاءُ جَمَاهِیْرِ حُفَّاظِ الْحَدِیْثِ وَنُقَّادِ الْاَثَرِ (مقدمہ ابن صلاح ص ۲۱)

مرسل روایت کے سقوط الاحتجاج اور اس کے ضعیف ہونے کا جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ مسلک تمام جمہور علماء اور حفاظ حدیث کا ہے۔
امام ترمذیؒ کتاب العلل میں لکھتے ہیں:-

وَالْحَدِیْثُ اِذَا کَانَ مُرْسَلًا فَاِنَّهٗ لَا یَصِحُّ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَدْ ضَعَّفَهٗ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ (ترمذی کتاب العلل)

اکثر اہل علم کے نزدیک مرسل حدیث صحیح نہیں ہے۔
نیز حافظ ابن حجرؒ نے مرسل کو مردود کی اقسام میں گروانا ہے۔
لہٰذا ثابت ہوا کہ احناف کی پیش کردہ روایت بوجہ مرسل یا مُعضَل ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قابلِ حجت نہیں ہے۔

امام شافعیؒ بعض حضرات کی مراسیل سے جو حجت پکڑتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس روایت کا دوسرے طریق سے ان کو مسند ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر سلیمان تیمی کی اس روایت کا دوسرے طریق سے مسند ہونا معلوم نہیں ہو سکا۔

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں :-

باب أمر الإمام فی خطبۃ الجمعۃ داخل المسجد برکعتین یصلیھما والدلیل (علی) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یقطع خطبتہ لیصلی الداخل الذی امرہ ان یصلی رکعتین الی ان یفرغ المصلی من الرکعتین کما زعم بعض من لم یمعن النظر فی الاخبار (صحیح ابن خزیمہ ص ۱۶۷ ج ۳)

باب اس بارے میں ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والے آدمی کو امام دوران خطبۂ جمعہ دو رکعت پڑھنے کا حکم دے۔ اور باب اس امر کی دلیل میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ روک کر اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس دوران آپ نے خطبہ جاری رکھا۔ بخلاف ان بعض الناس کے جنہوں نے گہری نظر سے حدیث کا مطالعہ نہیں کیا (اسی لیئے وہ احادیث کی مراد کو نہیں سمجھ سکے)

چوتھی تاویل مانعین حضرات کی طرف سے واقعۂ سلیک کے سلسلہ میں چوتھی تاویل یہ پیش کی جاتی ہے کہ جب سلیک غطفانی مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت تک آپ نے ابھی خطبہ شروع ہی نہیں فرمایا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں:۔

جاء سلیک الغطفانی یوم الجمعة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد علی المنبر

اور یہ معلوم ہے کہ آپ ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ لہٰذا بیٹھنے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا۔

(درس ترمذی از تقی عثمانی ص ۲۸۷، ۲۸۸ ج ۱)

اس تاویل کا جواب حافظ ابن حجرؒ نے یہ دیا ہے کہ:

آپ کے بیٹھنے کا مطلب لازمی طور پر ابتداء میں بیٹھنا ہی مراد نہیں ہے بلکہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان میں آپ کا بیٹھنا مراد ہو۔ پھر جب آپ کے ارشاد پر اس نے نماز شروع کی تو آپ نے بھی دوسرا خطبہ شروع کر دیا۔ تو اس طرح خطبہ اور نماز دونوں بیک وقت واقع ہوئے ہیں۔

نیز یہ بھی احتمال ہے کہ راوی نے بیٹھنے کے الفاظ بول کر اس کا مجازی معنی خطبہ کے لیے کھڑا ہونا مراد لیا ہو۔

یہ توجیہہ اس بناء پر بھی ناگزیر ہے کہ تمام صحیح روایات اس بات پر متفق ہیں کہ جب وہ آدمی مسجد میں آیا تو آپ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں توجیہات اگر تسلیم نہ کی جائیں تو پھر مسلم کی روایت میں "قاعد" کے الفاظ کی زیادتی قطعاً شاذ اور ناقابلِ قبول ہے کیونکہ یہ صحیح روایت کے خلاف ہے۔ (فتح الباری ص ۴۰۹ ج ۲)

نوٹ:۔ نیز یہ چوتھی تاویل اور سابقہ تیسری تاویل کے درمیان منافات ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر احناف کی تیسری تاویل درست تسلیم کر لی جائے تو ان کی یہ چوتھی تاویل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر چوتھی تاویل کو درست تسلیم کر لیا جائے تو ان حضرات کی تیسری تاویل بے کار ہو جاتی ہے۔

پانچویں تاویل | یہ ایک مخصوص واقع تھا جس سے یہ عمومی حکم مستنبط کرنا غلط ہے کہ خطبہ کے دوران ہمیشہ تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔

اس کا جواب مولانا شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں اس طرح دیا ہے۔

واما ما قال بعض المدرسین ان الاصل فی الباب قصۃ سُلیک وھی واقعۃ عین تحتمل وجوھا ثم فھم منھا بعض الرواۃ ضابطۃ ورواھا کما فھم فجعل الجزئیۃ کلیۃ فسیاق الروایات یردّہ فان فی بعض الروایات الصحیحۃ وقع الجمع بین القصۃ الجزئیۃ والضابطۃ الکلیۃ و الاصرح منھا ما فی سنن ابی داؤد بعد ذکر قصۃ سلیک ثم اقبل علی الناس ثم قال اذا جاء احدکم الحدیث فھذا صریح فی انہ صلی اللہ علیہ خاطب بہ الناس بعد ما خاطب سُلیکًا ونبّہ علی ان الحکم لیس مختصًا بہ

(ص ۳۱۸ ج ۲)

بعض مدرسین یہ جو کہتے ہیں کہ قصہ سلیک ایک خاص واقعہ ہے جو کئی وجوہ کا احتمال رکھتا ہے جس کو بعض راویوں نے قصہ جزئیہ اور بعض نے ضابطہ کلیہ کے طور پر نقل کر دیا ہے لیکن سیاقِ روایات سے ان بعض مدرسین کے اس نظریہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں قصۂ جزئیہ اور ضابطۂ کلیہ دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ سنن ابوداؤد میں قصۂ سلیکؓ ذکر کرنے کے بعد مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ایک ضابطۂ کلیہ کے طور پر بیان فرمایا یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیکؓ کو خطاب کرنے کے بعد لوگوں کو خطاب کر کے اس کو ضابطۂ کلیہ کے طور پر بیان کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ حکم حضرت سلیکؓ کے ساتھ خاص نہیں تھا۔

ملاحظہ فرما لیا آپ نے ؟ کہ جناب عثمانی صاحب نے کتنی صراحت سے اس تاویل کی تردید کی ہے۔ اور ساتھ بعض مدرسین کی طرف منسوب کر کے اس کے غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں مولانا کے بیان کے بعد اس تاویل کی مزید تردید کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں :-

فالنبي صلى الله عليه وسلم قد أمر بعد فراغ سليك من الركعتين من جاء الى الجمعة والامام يخطب بهذا الأمر كل مسلم يدخل المسجد (والامام يخطب) الى قيام الساعة وكيف يجوز أن يتأول عالم أن النبي صلى الله عليه وسلم إنما خص بهذا الأمر سليكا الغطفاني إذ دخل المسجد رث الهيأة وقت خطبته صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم يأمر بلفظ عام (من يدخل المسجد والامام يخطب أن يصلي ركعتين) بعد فراغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سليك من الركعتين وأبو سعيد الخدري راوي الخبر عن النبي صلى الله عليه وسلم يحلف أن لا يتركهما بعد أمر النبي صلى الله عليه وسلم بهما، فمن ادعى أن هذا كان خاصًا لسليك، او للداخل وهو رث الهيأة وقت خطبة النبي صلى الله عليه وسلم فقد خالف أخبار النبي صلى الله عليه وسلم المنصوصة، لأن قوله (اذا جاء أحدكم يوم الجمعة والامام يخطب فليصل ركعتين) محال ان يريد به داخلاً واحدًا دون غيره لأن هذه اللفظة اذا جاء احدكم عند العرب يستحيل ان تقع على واحد دون الجميع.

(صحیح ابن خزیمہ ص ۱۶۷، ۱۶۸ - ج ۳)

جب سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عموم اور قاعدہ کلیہ کے قیامت تک کے لوگوں کے لیئے فرما دیا جب بھی کوئی مسلمان دوران خطبہ جمعہ مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعت پڑھنی چاہیئے آپ کا یہ حکم ہر مسلمان کے لیئے جو دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو، قیامت تک کے لیئے ہے۔ اور کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ کوئی عالم ہو کر یہ تاویل کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم خاص سلیک رضی اللہ عنہ غطفانی کو ہی دیا تھا۔ جبکہ وہ دوران خطبہ پھٹی پرانی حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سلیک رضی اللہ عنہ کے دو رکعت سے فارغ ہونے کے بعد عام حکم فرما رہے ہیں۔ اور صحابیٔ رسول حضرت ابو سعید خدری جو نبیٔ اکرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان فرماتے ہیں۔

قسم اُٹھا کر کہتے ہیں کہ حضور پاکؐ کے حکم فرمانے کے بعد یہ دو رکعت کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ جو شخص یہ دعوٰی کرتا ہے کہ یہ سلیکؓ کے ساتھ ہی خاص تھا تو اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح احادیث کی خلاف ورزی کی ہے۔ کیونکہ آپ کا یہ فرمان (اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیصل رکعتین) ناممکن ہے کہ اس سے کوئی خاص فردِ واحد مُراد لیا جائے۔ کیونکہ اذا جاء کے لفظ کا اطلاق اہلِ عرب کے ہاں سوائے جمع کے کسی ایک خاص فرد پر محال ہے۔

چھٹی تاویل چھٹی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ واقعہ سُلیکؓ سے تحیۃ المسجد پر استدلال مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں "قسم فارکع" کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیکؓ آکر بیٹھ چکے تھے، پھر آپ نے ان کو کھڑا کیا۔ اور ظاہر ہے کہ بیٹھنے کے بعد تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے۔ (فتح الملہم ص۴۱۶ ج ۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہم سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے کہ بیٹھنے سے تحیۃ المسجد کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سہو، نسیان یا بے علمی کی صورت میں اگر کوئی شخص بیٹھ گیا تو اس پر تحیۃ المسجد کا حکم ساقط نہیں ہوگا۔ ائمہ اربعہ میں سے سوائے حضرت امام شافعیؒ کے باقی تینوں امام اس بات پر متفق ہیں کہ بیٹھنے سے تحیۃ المسجد فوت نہیں ہوگی۔ بلکہ حنفیہ اور مالکیہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جلوس اگرچہ طویل ہی کیوں نہ ہو، تب بھی تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہوگی۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں، عمداً بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے۔

ساتویں تاویل ساتویں تاویل یہ کی جاتی ہے کہ ابن ماجہ کی روایت میں مروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا "اصلیت رکعتین قبل ان تجئ" انہوں نے فرمایا "لا" اس پر آپ نے فرمایا "فصل رکعتین" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو تحیۃ المسجد کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ سُنن قبلیہ کا حکم دیا تھا۔

یہ تاویل بھی کئی ایک وجوہ کی بنا پر مخدوش ہے:۔

اولاً: یہ کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ مزی فرماتے ہیں کہ:

اصل روایت میں "قبل ان تجلس" کے الفاظ تھے۔ ان کی تصحیف ہو کر "قبل ان تجئ" کے الفاظ بن گئے ہیں۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۴۳۵)

ثانیاً: ہم کہتے ہیں چلو ہم مان لیتے ہیں کہ قبل ان تجئ ہی کے الفاظ اصل ہیں۔ تو پھر اس میں ہم کہیں گے کہ قبل ان تجئ سے مراد گھر سے آنا نہیں ہے بلکہ مسجد کی پچھلی صف سے آگے آنا مراد ہے۔

ثالثاً: اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ تحیۃ المسجد نہیں تھی بلکہ سنن قبلیہ تھیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ حنفیہ اور مالکیہ کو اس توجیہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ تو دورانِ خطبہ ہر قسم کی نماز کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اور منع کی علت تو دورانِ خطبہ سننِ قبلیہ کی ادائیگی کے وقت بھی موجود رہے گی۔

واقعۂ سلیک کے متعلق مانعین حضرات کی تاویلات کا ذکر کرنے کے بعد علامہ محمود محمد خطاب سبکی لکھتے ہیں:

وکلها ضعیفة یعارضها ما فی الدار قطنی من حدیث جابر بن عبد اللہ انه قال جاء سلیك الغطفانی ورسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلّی اللہ علیہ وسلّم یخطب یوم الجمعۃ فجلس قبل ان یصلی فأمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان یصلی رکعتین ثم أقبل علی الناس بوجھہ فقال اذا جاء احدکم الی الجمعۃ والامام یخطب فلیصل رکعتین یتجوز فیھما فھذہ الروایۃ تنفی الاحتمالات کلھا۔

(المنھل العذب المورود ص ۸۰، ج ۴)

مذکورہ تمام تاویلات ضعیف ہیں۔ اوران کو وہ حدیث ردّ کرتی ہے، جو دارقطنی میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ :

سلیکؓ غطفانی جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور بغیر نماز پڑھے بیٹھ گئے آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجّہ ہُوئے اور فرمایا، دَورانِ خطبہ جو شخص آئے وہ ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔

یہ روایت مانعین کے تمام احتمالات و توجیہات کو یکسر ختم کردیتی ہے۔

اب تک ہم نے حدیث سلیکؓ اور مانعین حضرات کی طرف سے پیش کی جانے والی تاویلات و توجیہات کے مفصّل جوابات ذکر کیے ہیں۔ اب مانعین حضرات کے ان اعتراضات اور تاویلات کا جواب ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت پر کیے ہیں جس میں یہ حکم بطور ضابطہ اور قاعدہ کلیہ کے بیان کیا گیا ہے۔

حدیث بخاری پر اعتراض | کتاب التہجد میں امام بخاریؒ نے "ماجاء فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التطوع مثنیٰ مثنیٰ "میں وہی مسلم شریف والی روایت پیش کی ہے۔ جس سے خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر چونکہ اس حدیث سے نوافل کی تثنویت (دو دو پڑھنے) کا مسئلہ بھی ثابت ہو رہا ہے۔ بدیں وجہ امام بخاریؒ نے اس روایت کو بجائے کتاب الجمعہ کے کتاب التہجد میں رکھ دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ (بخاری ص ۱۵۶، ج ۱)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی (جمعہ میں) آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو، یا خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو آنے والے کو دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔

احناف نے اس پہ یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں دو خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ایک اس حدیث کا معلل ہونا۔ اور دوسرا شاذ ہونا۔

کیونکہ اگر امام بخاریؒ کے نزدیک یہ حدیث شذوذ اور اعلال سے خالی ہوتی تو وہ اسے کتاب الجمعہ میں ضرور لاتے۔ کیونکہ خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کا مسئلہ اس سے صراحۃً ثابت ہو رہا ہے۔ اور تثنویت صلوٰۃ کا مسئلہ ضمناً اور التزاماً ثابت ہوتا ہے جس کے لیے امام بخاری اس کو پیش کر رہے ہیں۔ مگر جو صراحۃً ثابت ہوتا ہے اس کے لیے اس حدیث کو امام بخاریؒ نے پیش نہیں کیا۔ لہذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو شاذ اور معلل سمجھتے ہیں۔ (فیض الباری ص ۲۴۴، ج ۱)

یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے :-

اولاً : اگر امام بخاریؒ کے نزدیک یہ روایت شاذ اور معلل ہوتی تو امام بخاریؒ کا ثنویتِ صلوٰۃ کے لیئے استدلال کرنا کیونکر درست ہوتا۔ اگر شاذ اور معلل ہونے کی وجہ سے اس روایت سے تحیۃ المسجد کے لیئے استدلال درست نہیں تو ثنویت صلوٰۃ کے لیئے اس روایت کو بطور استدلال کیسے پیش کیا جا سکتا ہے ؟ شاذ اور معلل ہونے کی خرابی تو ہر جگہ پیش آئے گی. خواہ آپ اس حدیث کو کسی باب میں لے جائیں۔

ثانیاً : ہم کہیں گے کہ بخاری اور مسلم کی صحت پر تو اُمت کا اجماع ہے تو پھر کیسے متصوّر ہو سکتا ہے کہ بخاری کی یہ روایت شاذ اور معلل ہو۔

ثالثاً : امام بخاریؒ کا کتاب الجمعہ میں اس حدیث کو نہ رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہے کہ شاذ یا معلل ہے، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کبھی کبھی اخفیٰ کو اجلیٰ پر ترجیح دینے کے لیئے بطور تشحیذاً للاذہان ایسا کرتے ہیں۔ اور یہ ان کا معروف و معلوم طریقہ بھی ہے۔

اب جو لوگ ان کے اس طریقہ سے ناواقف ہوتے ہیں وہ یا تو امام بخاریؒ کو ہدفِ طعن بناتے ہیں۔ یا پھر حدیث ہی کو غیر صحیح کہہ کر رد کر دیتے ہیں ، حقیقت میں نہ تو حدیث پر ہی کوئی غبار ہوتا ہے۔ اور نہ ہی امام بخاریؒ کی ترتیب پر کوئی حرف گیری ہو سکتی ہے۔

لیجئے اب اجلیٰ پر اخفیٰ کو ترجیح دینے کی مثال بخاری ہی کی دوسری حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ملاحظہ فرمائیے۔

"صحیح بخاری کتاب العلم میں باب السمر بالعلم کھولیئے اس میں آپ کو یہ روایت ملے گی :۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ (ص ۲۲ ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، ایک رات میں اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث کے گھر ٹھہرا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بھی وہیں تھا آپ نے عشاء پڑھی۔ مسجد سے گھر آئے۔ اور چار رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ فرمایا کیا بچہ سو گیا ہے ؟ یا کوئی اس سے ملتا جلتا لفظ فرمایا۔ پھر نماز کے لیئے کھڑے ہوئے۔ میں بھی نماز کے لیئے آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا۔ اور پانچ رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعت فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر آپ سو گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر آپ صبح کی نماز کے لیئے مسجد تشریف لے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتِ فہم کو مجتمع کر کے غور فرمائیے کہ اس حدیث میں السمر بالعلم کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔ حالانکہ امام بخاری اس روایت کو باب السمر بالعلم کے تحت لائے ہیں اب آپ اسی بخاری کی جلد دوم کتاب التفسیر " باب قَوْلِهٖ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (الآیۃ) دیکھئے۔ اس میں آپ کو حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت ملے گی جس میں السمر بالعلم کا صراحت سے ذکر موجود ہے۔ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَھْلِہٖ سَاعَۃً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَ اسْتَنَّ فَصَلّٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی الصُّبْحَ (ص ۶۵۷، ج ۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں ایک رات قیام کیا۔ (اس رات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مائی صاحبہ کے ساتھ کچھ باتیں کرتے رہے۔ پھر آپ سو گئے۔ آخری تہائی رات کو آپ اٹھے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر ان آیات کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے مسواک کرنے کے بعد وضو فرما کر گیارہ رکعت نماز پڑھی۔ اتنے میں حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان کہہ دی تو آپ نے صبح کی دو سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھیں۔ بعد ازاں آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

غور فرمائیے کہ جس حدیث میں سب سے زیادہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ سمر بالعلم کا ذکر ہے، اُسے تو امام بخاری لا رہے ہیں۔ اس ضمنی اور نسبتہً التزامی مسئلہ کی دلیل میں کہ آپ نے بیدار ہو کر کن آیات کی تلاوت کی، مگر سمر بالعلم ثابت کرنے کے لیے جو روایت پیش کی ہے اس میں سمر بالعلم کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اگر تراجم بخاری کو احناف کے فہم کے مطابق سمجھا جائے۔ اور فیصلہ دیا جائے تو یہاں کہنا پڑے گا کہ یہ حدیث علّت اور شذوذ سے خالی نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث صحیح ہے تو لامحالہ کہنا پڑے گا کہ امام بخاریؒ نے یہاں معروف طریقہ کے مطابق اخفٰی کا اجلٰی پر تشہیذاً للاذہان ترجیح دیتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح امام بخاریؒ نے اس قولی حدیث (یعنی خطبہ جمعہ میں دو رکعت نماز والی)، اخفٰی کو اجلٰی پر تشہیذاً للاذہان ترجیح دینے کے لیے کتاب التہجد میں ذکر کیا ہے۔

نیز اس قسم کی امثلہ فتح الباری میں بکثرت مل سکتی ہیں۔ علمائے احناف اور مدیر تجلّی کو بھی ہم دوستانہ مشورہ دیں گے کہ محض نقل پر ہی اکتفا نہ کر لیا کریں بلکہ اپنی خداداد عقل کو بھی کام میں لائیں۔ نیز بخاری شریف سمجھنے کے لیے فیض الباری کو ہی حرفِ آخر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ فتح الباری اور اس کا مقدمہ بھی زیرِ مطالعہ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ امام بخاریؒ کی مُراد سمجھنے میں آپ کسی غلطی کا شکار نہ ہو جائیں۔

علّت احناف نے جو اس حدیث کو معلول ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے وہ سب عبث ہے۔ کیونکہ الفاظِ حدیث (اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ اَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ) میں "اَوْ" تنویع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیئے ہے۔ شک کے لیئے نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم اس حالت میں بھی دیا ہے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو، اور اس حالت میں بھی دیا ہے کہ وہ خطبہ کے لیئے نکل چکا ہو۔

احناف نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ تنویع کے لیئے اگر مان لیں تو جملے کی یہ ترتیب وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ اَوْ قَدْ خَرَجَ نہ ہوتی بلکہ کچھ اس طرح ہوتی کہ " وَالْاِمَامُ قَدْ خَرَجَ اَوْ یَخْطُبُ " یعنی خروجِ امام کی بات پہلے آتی، اور خطبے کی بعد میں۔

ہم عرض کریں گے کہ " اَوْ " کو تنویع کے لیئے بنانے میں ہی عبارت درست ہو سکتی ہے۔ اگر اس کو شک کے لیئے بنائیں (جیسا کہ احناف کا خیال ہے) تو یہ عبارت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ خطبہ کے دوران اگر تحیۃ المسجد پڑھنا ثابت ہو جائے تو خروجِ امام کے وقت پڑھنے کا جواز بطریقِ اولیٰ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خطبہ کے دوران پڑھنے میں تو شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ شاید استماع و انصات کے ساتھ تعارض کی بناء پر جائز نہ ہو۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ اَوْ قَدْ خَرَجَ فرما دیا، تو معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد ہر دونوں صورتوں (خروجِ امام اور خطبہ) میں جائز ہے۔ لیکن اگر " اَوْ " کو شک کے لیئے بنائیں تو تحیۃ المسجد کا جواز صرف خروجِ امام کے وقت مقید ہو جائے گا۔ خطبہ کے دوران ثابت نہیں ہو گا ۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء دونوں صورتوں میں جواز ظاہر کرنا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ " اَوْ " تنویع کے لیئے ہے اور اس کے لیئے لفظ " یَخْطُبُ " کا پہلے آنا ہی ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شذوذ: مذکورہ حدیث بخاری پر احناف کا شذوذ کا دعویٰ بھی ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ عمرو بن دینار سے حدیث قولی کا ذکر کرنے میں صرف شعبہ منفرد ہے۔ باقی اس کے ساتھی (ابن جریج۔ ابن عیینہ حماد بن زید، ایوب، ورقاء، حبیب بن یحییٰ) صرف قصہ سلیک ؓ بیان کرکے چپ ہو جاتے ہیں۔ اصل میں یہ حضرت سلیک ؓ ہی کا واقعہ تھا جسے شعبہ نے قولی حدیث بنا دیا ہے۔ امام دارقطنی نے کتاب التتبع علی الصحیحین کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں صحیحین کی متکلم فیہ روایات کو جمع کیا ہے۔ اور یہ روایت بھی انہی میں شامل ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں امام دارقطنیؒ پر مدلل رد کیا ہے اور ان کے ایک ایک اعتراض کا مفصل جواب دیا ہے۔ اور اس ضمن میں اس حدیث پر بھی امام دارقطنی کے اعتراض کا شافی جواب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۴۴ ج ۲)

چنانچہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیحین میں کوئی روایت ضعیف نہیں۔ اور ان کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ لہٰذا حضرت جابرؓ کی قولی حدیث کے بارے میں حنفیہ کا مذکورہ بالا جواب کسی طرح بھی درست نہیں ہے، اور ہو بھی کس طرح سکتا ہے؟ جبکہ شعبہ امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ اور ان کی طرف بلا دلیل وہم کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس حدیث کی صحت پر شک وشبہ درست نہیں۔ پھر خاص طور سے جبکہ حافظ ابن حجرؒ نے شعبہ کا ایک متابع بھی ذکر کر دیا ہے۔

ہم روح بن قاسم کے علاوہ دیگر رواۃ سے بھی متابعت ثابت کر دیتے ہیں۔ سنیے:-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ابن عُیَینہؒ نے قولی حدیث کے بیان میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔ ملاحظہ ہو (دار قطنی ص ۱۶۸)

۲۔ طلحہؒ نے حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہوئے شعبہ کی متابعت کی ہے۔

(ابوداؤد ص ۱۴۴ ج ۱، مسند احمد ص ۲۹۷ ج ۳)

۳۔ ابوسفیان عن جابرؓ (مسلم ص ۲۸۷ ج ۱، دار قطنی ص ۱۳ ج ۲، مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۳)

۴۔ روح بن قاسم (دار قطنی ص ۱۵ ج ۲،

۵۔ نیز سنن دار قطنی میں یہ روایت خود حضرت سلیکؓ غطفانی سے مروی ہے۔ اور اس کی سند میں نہ شعبہ کا واسطہ ہے اور نہ ہی عمرو بن دینار کا۔ (دار قطنی ص ۱۵ ج ۲)

لہٰذا ان چار عظیم الشان متابعتوں کے ہوتے ہوئے شیخ عمرو بن دینار کے قولی حدیث بیان کرنے پر تفرّد و شذوذ یا ادراج کا دعوٰی کرنا غلط ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ قولِ رواۃ واقعی قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور شعبہ کے علاوہ دیگر رواۃ اس اہم حصّے کو بھولے نہیں۔ جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعامل صحابہؓ

صحیحین کی مذکورہ روایت کے مطابق جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا بھی یہی مسلک ہے کہ دورانِ خطبہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا سنّت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

ا۔ عبداللہ بن ابی سرح سے مروی ہے کہ:-

ان ابا سعید الخدری دخل یوم الجمعۃ ومروان یخطب فقام یصلی فجاء الحرس لیجلسوہ فابٰی حتی صلی فلمّا انصرف اتیناہ فقلنا رحمک اللّٰہ ان کادوا لیقعوا بک فقال ما کنت لا نترکھما بعد شیئٍ رأیتہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ ثم ذکر ان رجلا جاء یوم الجمعۃ فی ھیئۃ بذۃ والنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب یوم الجمعۃ فامرہ فصلی رکعتین والنّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب (ترمذی ص ۶۷، ج ۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ نمازِ جمعہ کے لیے جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت مروان خطبہ دے رہا تھا۔ حضرت ابو سعیدؓ نے نماز شروع کی تو شاہی باڈی گارڈ کا ایک سپاہی ان کے قریب پہنچا اور دورانِ خطبہ نماز پڑھنے سے منع کیا۔ اس پر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور روکنے کے باوجود دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھے۔ واپسی پر ہم نے ان سے کہا کہ اللہ آپ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحم کرے ہمیں تو ایسا محسوس ہونے لگا کہ سپاہی آپ پر حملہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا، میں ان دو رکعتوں کو اس کے بعد چھوڑنے والا نہیں۔ جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز دیکھی۔ پھر آپ نے ذکر فرمایا، ایک آدمی جمعہ کے دن نہایت خستہ حالت میں آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا، حالانکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

غور فرمائیے! کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رض کس قدر جرأت و دلیری کے ساتھ شاہی کارندوں کی مخالفت کے باوجود ایک مجمع عام میں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر تمام صحابہ رض تابعین رح کے نزدیک ان کا یہ فعل ایک اجنبی، غیر معمولی اور نامانوس چیز ہوتا تو یقیناً ایک جلیل الشان صحابی رض مصر ہو کر ایسے نئے کام کی طرح نہ ڈالتا۔

علاوہ ازیں ابن ابی السرح اور بعض دیگر حضرات کو حضرت ابو سعید خدری رض جو جواب دیتے ہیں، وہ بھی اس پہ دلالت کرتا ہے کہ ان کا یہ دو رکعت پڑھنا مجمع علیہ امر تھا۔ کیونکہ باقی صحابہ رض و تابعین نے اگر واقعہ سلیک رض سے وہی نتیجہ اخذ نہ کیا ہوتا۔ جو حضرت ابو سعید رض نے کیا ہے۔ تو یہ ناممکن ہے کہ حضرت ابو سعید رض کا جواب سن کر وہ سکوت اختیار فرماتے۔ ان کا سکوت بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ صحابی رض کے عمل کی صحت معروف و معلوم طریقہ پر تھی۔ ورنہ منکر کام کو دیکھ کر سکوت کرنا حدیث کے خلاف ہے۔ جس کا صحابہ رض میں تصور کرنا بھی گناہ ہے۔ چہ جائیکہ زبان سے اس کا تلفظ بھی کر دیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدیر تجلی نے واقعہ ابوسعیدؓ سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ شاہی محافظ کا جرأت کر کے صحابیٔ رسولؐ کو روکنا، اس نماز کے ممنوع ہونے کی دلیل ہے۔ (ماہنامہ تجلی)

اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ حکومتِ وقت اپنے مفاد کی خاطر دین میں مداخلت کرتے ہوئے کسی ثابت شدہ کام کے متعلق حکمِ امتناعی جاری کر دے۔ تو اس کو جزوِ دین بنا لیا جائے۔ یہ بات تو مدیر "تجلی" ہی کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے فہم سے تو بالاتر چیز ہے۔ پھر اگر مدیر "تجلی" مصر ہی ہیں کہ حکومت کی یہ مداخلت دین کا جزو بن سکتی ہے تو ان کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ عیدین کا خطبہ نماز سے بعد پڑھنا دین کا جز ہے۔ اور اس پر صحابہؓ و تابعینؒ کا تعامل ہے۔ کیونکہ ان ہی حضرت ابوسعید خدریؓ نے ایک بھرے مجمع میں مروان کو خطبہ سے پہلے نماز پڑھانے کے لیے جب مصلیٰ کی طرف کھینچا تو وہ ہاتھ چھڑا کر خطبہ کے لیے منبر پر جا بیٹھا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کر دیا۔ تو حضرت ابوسعیدؓ نے کہا:

اَیْنَ الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوۃِ ؟

خطبہ سے پہلے نماز کی ابتداء کرنی کہاں گئی ؟

تو مروان نے جواب دیا:

یَا اَبَا سَعِیْدٍ قَدْ تُرِکَ مَا تَعْلَمُ

اے ابوسعیدؓ! جس عمل کی طرف آپ مجھے ترغیب دے رہے ہیں وہ تو متروک ہو چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو سعیدؓ جواب دیتے ہیں:۔

کلا والذی نفسی بیدہ لا تأتون بخیر مما اعلم ثلث مرار ثم انصرف (صحیح مسلم مع فتح الملہم ص ۴۲۷ ج ۲)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس عمل کو ہم سنت سمجھتے ہیں، اس کے مقابلہ میں تم کوئی بہتر عمل پیش نہیں کر سکتے، تین مرتبہ بھرے مجمع میں واشگاف الفاظ میں اعلان کرنے کے بعد حضرت ابو سعیدؓ واپس چلے گئے۔

ملاحظہ کیا آپ نے تحیۃ المسجد والے مسئلہ میں تو ایک ادنیٰ سپاہی نے تعرض کیا تھا جس سے آپ نے سمجھ لیا کہ حضرت ابو سعیدؓ کا عمل ایک اجنبی غیر معمولی اور نامانوس چیز تھا۔ صحابہؓ و تابعینؒ کا متفقہ تعامل اس کے برخلاف تھا۔ کیا یہاں نماز سے پہلے خطبہ عیدین کے بارے میں بھی حضرت ابو سعیدؓ کے فتویٰ کو ایک اجنبی، غیر معمولی اور نامانوس چیز کہہ کر ٹال دیں گے؟ حالانکہ یہاں ایک ادنیٰ درجہ کا سپاہی تو کجا، خود خلیفۂ وقت ایک بھرے مجمع میں (جہاں صحابہؓ و تابعینؒ کا ایک جم غفیر موجود تھا) حضرت ابو سعیدؓ کو صاف کہہ رہا ہے کہ خطبۂ عیدین سے پہلے نماز کے متعلق آپ کا نظریہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ عمل متروک و منسوخ ہو چکا ہے۔

کیا آپ اس کو متروک و منسوخ ماننے کے لیے تیار ہیں؟ اگر ہیں تو بڑے شوق سے تحیۃ المسجد کے عدم جواز اور اس کے متروک و منسوخ ہونے پر استدلال کریں، وگرنہ جب دونوں واقعات ایک ہی صحابیؓ، ایک ہی حکومت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی مسجد کے ہیں تو ایک مقام پر صحابی رسولؐ کے عمل کو صحت و اصابت کے خلاف قرار دینا اور دوسرے مقام پر اسی صحابی رسولؐ کے عمل کو امت کا متفقہ عمل بتانا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ تو تُؤمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ والی بات ہے جسے آپ نے اختیار کیا ہے۔

۲۔ سماک بن سمرہ کہتے ہیں کہ:۔

سأل رجل ابن عباس رضی عن الصلوٰة و الامام يخطب؟ فقال لو أن الناس فعلوه كان حسنا (محلی ابن حزم ص ۶۹، ج ۵)

خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر لوگ پڑھ لیں تو اچھی بات ہے۔

۳۔ امام ترمذیؒ حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔ حديث ابی سعيد الخدری حديث حسن صحيح والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم وبه يقول الشافعی واحمد واسحاق وقال بعضهم اذا دخل والامام يخطب فانه يجلس ولا يصلی وهو قول سفيان الثوری واهل الكوفة والقول الاول اصح۔ (ترمذی ص ۱۱۴ ج ۱)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس پر اہلِ علم کا عمل ہے۔ امام شافعی رح امام احمد بن حنبلؒ۔ اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنے سے منع کیا ہے۔ یہ رائے حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ کی ہے۔ لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے۔

۴۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ہے۔

فقد ثبت فعل التحیۃ عن ابی سعید الخدری وھو من فقھاء الصحابۃ من اھل المدینۃ و حملہ عنہ اصحابہ من اھل المدینۃ ایضا ولم یثبت عن احد من الصحابۃ صریحا ما یخالف ذلک (ص ۳۶۴، ج ۲)

ابو سعید خدریؓ سے دوران خطبہ تحیۃ المسجد کا عمل ثابت ہو چکا ہے۔ اور وہ مدینہ کے فقہاء صحابہؓ میں سے ہیں۔ اور یہ عمل ان کے مدنی شاگردوں نے بھی ان سے نقل کیا ہے۔ اور کسی ایک صحابی سے بھی صراحتہً اس کی مخالفت ثابت نہیں ہے۔

۵۔ شیخ حافظ ابو الفضل شرح ترمذی میں فرماتے ہیں۔

کل من نقل عنہ یعنی من الصحابۃ منع الصلوٰۃ والامام یخطب محمول علی من کان داخل المسجد لانہ لم یقع عن احد منھم التصریح بمنع التحیۃ وقد ورد فیھا حدیث یخصھا فلا تترک بالاحتمال (تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۴، ج ۲)

جن صحابہ سے تحیۃ المسجد کے منع کا قول منقول ہے۔ اس کا مطلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ جو خطبہ شروع ہونے سے قبل مسجد میں موجود ہے۔ اس کو منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ صراحت کے ساتھ کسی ایک صحابی سے بھی منع کا قول منقول نہیں ہے جبکہ صحیح احادیث اسے خاص کر دیتی ہیں، لہٰذا محض احتمال سے اس امر کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

علاء بن خالد قرشی فرماتے ہیں کہ:۔

رأیت الحسن البصری دخل المسجد یوم الجمعة والامام یخطب فصلی رکعتین ثم جلس۔

(ترمذی ص ۱۱۴، ج ۱)

میں نے حضرت حسن بصریؒ کو دیکھا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت امام خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے دو رکعت ادا کیں اور پھر بیٹھ گئے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:۔

انما فعل الحسن اتباعا للحدیث وھو روی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الحدیث۔ (ترمذی ص ۱۱۴، ج ۱)

حضرت حسنؒ نے حدیث کی پیروی میں ایسا کیا۔ اور وہ خود حضرت جابرؓ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی عمر فرماتے ہیں:۔

کان ابن عیینة یصلی رکعتین اذا جاء و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الامام یخطب ویامر بہ (ترمذی ص ۱۱۴، ج ۱)

حضرت ابن عُیینہؒ دورانِ خطبہ تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو بھی اس بات کا حکم دیتے۔

مانعین کے دلائل

تحیۃ المسجد کے عدم جواز کے قائلین حضرات اپنے موقف کی تائید وحمایت میں مندرجہ ذیل دلائل کا سہارا لیتے ہیں:۔

مانعین کی پہلی دلیل

۱۔ مذکورہ دونوں احادیث اس روایت کے خلاف ہیں جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران امر بالمعروف سے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ امر بالمعروف فرض ہے۔ اور تحیۃ المسجد مستحب ہے۔ لہٰذا یہ بطریقِ اولیٰ ممنوع ہو گی۔ (عمدۃ القاری ص ۲۳۲ ج ۶)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا معارضہ جس سے اسقاط احدالدلیلین لازم آئے۔ یہ اس وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہ ہو۔ اگر تطبیق ممکن ہو تو معارضہ لازم نہیں آتا۔ یہاں تطبیق ہو سکتی ہے کہ خطبہ کے دوران حسن الصات کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مکالمہ مع الغیر نہ ہو۔ لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ دو رکعت نماز بھی نہ پڑھی جائے، جس میں مکالمہ مع الغیر نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اس معارضہ کی بنیاد نص کے مقابلہ میں استدلال بالدلالۃ یا قیاس پر ہے جو سب کے نزدیک مردود ہے۔

۳۔ اگر یہاں نص کے مقابلہ میں قیاس درست ہو تو لازم آئے گا کہ جو شخص خطبہ شروع ہونے سے پہلے امر بالمعروف کر رہا ہو، اور اس دوران خطبہ شروع ہو گیا ہو تو یہ شخص امر بالمعروف جاری رکھے۔ جیسے کہ وہ شخص جس نے نماز شروع کی اور بعد ازاں خطبہ شروع ہو گیا۔ تو ایسے شخص کے متعلق احناف بھی کہتے ہیں کہ اس کے لیئے دوران خطبہ نماز پوری کرنی جائز ہے حالانکہ خطبہ شروع ہونے سے امر بالمعروف منع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دورانِ خطبہ نماز پڑھنے کو جیسے امر بالمعروف پر بقاء کے لحاظ سے قیاس نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی ابتداءً بھی قیاس نہیں کر سکتے۔

دوسری دلیل

دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنا اس آیتِ قرآنی کے منافی ہے۔

واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا (اعراف)

اس آیت کا نزول اگرچہ نماز کے بارے میں ہے لیکن اس کے عموم میں خطبہ بھی شامل ہے۔ لہٰذا حالتِ خطبہ میں نماز استماع و انصات کے منافی ہے۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے مخدوش ہے۔

اولاً: یہ کہ انصات و استماع اس شخص کو لازم ہے جو خطبہ شروع ہونے سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہو۔ خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہونے والے کے لیئے استماع و انصات لازم نہیں ہے بلکہ اس کے لیئے دو رکعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کا حکم ہے۔

ثانیاً: یہ کہ آہستہ پڑھنا انصات و استماع کے منافی نہیں ہے۔ صرف شور و غل کے منافی ہے۔ قراءت اور انصات و استماع کا اجتماع ممکن ہے۔ جن لوگوں نے ان دونوں کے مابین منافات ثابت کی ہے۔ اور انصات کا معنی مطلق خاموشی کیا ہے۔ وہ کتاب و سنت کی نصوص سے نابلد ہیں۔ اب ذیل میں اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

انصات و استماع کی بحث

انصات و سکوت کے تین فرد ہیں:۔

پہلا فرد یہ ہے کہ پڑھنے والے کے ساتھ قدرے باآواز بلند پڑھا جائے جس سے پڑھنے والے کو تشویش نہ ہو، بلکہ جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے اس کی تصدیق ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر سورہ رحمٰن پڑھی تو جن ہر بار جب یہ آیت " فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ " (اے جنوں اور انسانوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو تم جھٹلاتے ہو؟) سنتے تو کہتے " لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ "

(ترمذی ص ۱۶۳ ج ۲)

"اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تیرے لیے ہی حمد اور شکر ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشادِ باری ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۰۷، ۱۰۸)

جن لوگوں کو پہلے علم دیا گیا ہے، جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں، اور پکار اُٹھتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے۔ یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔

سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (آیت ۸۳ و ۸۴)

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ وہ بول اُٹھتے ہیں کہ پروردگار، ہم ایمان لائے۔ ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آخر کیوں نہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے، اُسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے۔

سورۂ قصص میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ (آیت ۵۲، ۵۳)

جن لوگوں کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں۔

مذکورہ آیات بتا رہی ہیں کہ قرآن سُنتے وقت بعض جائز کلمات کا کہنا قرآن کے استماع اور خاموشی کے منافی نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ خطبہ کے دَوران دو رکعت پڑھنا الصات کے منافی نہیں ہے۔

۲۔ دُوسرا فرد یہ ہے کہ پڑھنے والے کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھا جائے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اِسْكَاتُكَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ ؟

(ص ۱۰۳، ج ۱)

جب آپ تکبیرِ تحریمہ اور قراءت کے مابین خاموش ہوتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں ؟

تو آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ ..... الخ پڑھتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سکوت آہستہ پڑھنے کے ساتھ جمع ہو جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ :-

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي اِنْصَاتٍ وَسُكُوْنٍ

بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ (مجمع الزوائد ص ۱۴۳، ج ۳)

جو شخص رمضان میں ایک دن انصات اور سکون کے ساتھ روزہ رکھے، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصات پڑھنے کے منافی نہیں ہے۔ اب ذرا قرآنِ پاک کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیے :-

حضرت مریمؑ صریح طور پر فرماتی ہیں :-

اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ (سورۃ مریم آیت ۲۶)

میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔ اس لیے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

اس آیت اور حدیث کا تعلق سکوت کے دونوں افراد کے ساتھ ہو سکتا ہے کیونکہ بلند آواز سے قرآن پڑھنا اور آہستہ پڑھنا روزے کی حالت میں دونوں کی اجازت ہے۔ اسی طرح انسان کے ساتھ کلام کرنے کے علاوہ ذکر، اذکار خاموشی کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے۔

اب فقہ کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیے :-

کتب فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ جمعہ کے روز خطیب جب خطبہ پڑھے تو سب لوگوں کے لیے خطبہ سننا اور چپ رہنا واجب ہے۔ اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ فقہائے حنفیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ خطیب جب آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ط پڑھے تو اس وقت تمام سامعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام پڑھنا چاہیئے۔ یعنی صلی اللہ علیہ وسلم یا اس کے مثل کوئی درود مع سلام کے پڑھنا چاہیئے۔

شرح وقایہ میں ہے:۔

إِلَّا إِذَا قَرَءَ قَوْلَهُ تَعَالَى صَلُّوا عَلَيْهِ الآية فَيُصَلِّيْ سِرًّا۔ (شرح وقایہ ص ۱۷۵، ج ۱)

جب خطیب درود والی آیت پڑھے تو سامعین درود و سلام آہستہ پڑھیں۔

کفایہ میں ہے:۔

قَوْلُهُ فَيُصَلِّي السَّامِعُ فِيْ نَفْسِهِ أَيْ يُصَلِّيْ بِلِسَانِهِ خَفِيًّا۔ (ص ۶۴، ج ۱)

یعنی صاحب ہدایہ کی عبارت " فیصلّی السامع فی نفسہ" کے معنی یہ ہیں کہ سامع اپنی زبان سے آہستہ آواز سے درود شریف پڑھ لے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ "سامعین کو درود و سلام دونوں پڑھنے چاہئیں، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

لٰكِنْ إِذَا قَرَأَ الْخَطِيْبُ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا يُصَلِّي السَّامِعُ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ سِرًّا ائْتِمَارًا لِلْأَمْرِ۔

(رمز الحقائق شرح کنز الدقائق ص ۴۵)

لیکن خطیب جب درود والی آیت پڑھے تو سامع درود و سلام آہستہ پڑھ لے تاکہ درود و سلام کے امر کی تعمیل ہو جائے۔

یہاں فقہائے حنفیہ نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ سامعین کا اس وقت درود اور سلام آہستہ پڑھنا ان کے خطبہ سننے میں خلل انداز نہیں ہوتا بلکہ آہستہ درود و سلام پڑھنے میں الصات والی آیت اور درود والی آیت ہر دو پر عمل ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ابن ہمام رح لکھتے ہیں:۔

وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ فِي نَفْسِهِ لِأَنَّ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يُشْغِلُهُ عَنْ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ فَكَانَ إِحْرَازًا لِلْفَضِيلَتَيْنِ وَهُوَ الصَّوَابُ۔

(فتح القدیر ص ۳۶۵، ج ۱، السعایۃ ص ۳۰۸، ج ۲)

امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ خطبہ سننے والے کو درود آہستہ پڑھنے میں دونوں فضیلتیں (یعنی خطبہ سننا اور درود پڑھنا) حاصل ہو جاتی ہیں اور یہی مسلک حق اور ثواب ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:۔

فَإِنْ قُلْتَ تَوَجَّهَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ أَحَدُهُمَا صَلُّوا عَلَيْهِ وَثَانِيْهِمَا قَوْلُهُ تَعَالٰى وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا قَالَ مُجَاھِدٌ نَزَلَتْ فِی الْخُطْبَۃِ وَالْاِشْتِغَالُ بِاَحَدِھِمَا یَفُوْتُ الْاِشْتِغَالَ بِالْاٰخَرِ قُلْتُ اِذَا صَلّٰی فِیْ نَفْسِہٖ وَاَنْصَتَ وَسَکَتَ یَکُوْنُ اٰتِیًا بِمُوْجَبِ الْاَمْرَیْنِ۔ (السعایۃ ص ۳۰۸، ج ۲)

اگر تم کہو کہ سامعینِ خطبہ کو بحکم صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا کے درود اور سلام پڑھنا چاہیئے۔ اور بحکم فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا کے چپ رہنا چاہیئے۔ پس اگر سامعین درود اور سلام پڑھتے ہیں تو فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا کی تعمیل نہیں ہوتی۔ تو میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ جب سامعین کلماتِ درود اور سلام کو آہستہ پڑھیں گے تو دونوں حکموں پر عمل ہو جائے گا۔

علامہ عینیؒ کا مقصد یہ ہے کہ سامعین جب کلماتِ درود اور سلام کو باآوازِ بلند پڑھیں گے تو خطبہ میں خلل واقع ہوگا۔ اور دونوں حکموں کی تعمیل ناممکن ہوگی۔ لیکن جب آہستہ پڑھیں گے تو خطبہ کے سننے میں کچھ خلل نہیں ہوگا اور دونوں حکموں کی تعمیل بہت اچھی طرح ہو جائے گی۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنے میں دونوں فضیلتوں کا اجر مل جائے گا۔

ان حوالجات سے دو امر معلوم ہو گئے:۔

اوّل۔ یہ کہ حکم شرع کی تعمیل میں آہستہ آہستہ پڑھ لینا حنفیہ کے نزدیک مخلِ استماع و انصات نہیں ہے۔ اور انصات کا معنی بالکلیہ خاموشی نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

22626
www.KitaboSunnat.com

دوم۔ یہ کہ اس عام حکمِ استماع و انصات کے وقت اگر کوئی خاص حکم قراءت یا وظیفہ کا ہو تو اس خاص حکم پر عمل کر لینا جائز ہے۔ اور وہ عام حکم استماع و انصات کے خلاف نہیں ہوگا۔

۳۔ انصات کا تیسرا فرد یہ ہے کہ کچھ نہ پڑھے، نہ جہر سے، نہ آہستہ۔

انصات کے تین افراد جن کا ذکر ہوا ہے ان کی مثال اس طرح ہے کہ قرآن میں رکوع کا ذکر ہے، احناف کے ہاں اس کے تین افراد ہیں:۔

۱۔ ایک مطلق انحناء (جھکنا) جس میں تعدیلِ ارکان نہ ہو۔

۲۔ دوسرا فرد وہ انحناء جس میں اطمینان ہو۔

۳۔ تیسرا فرد اتنی دیر ٹھہرنا تاکہ کم از کم تین تسبیحات پڑھ لے۔

رکوع کا پہلا فرد طرفین کے ہاں فرض ہے۔ دوسرا واجب ہے۔ تیسرا سنّت اور مستحب ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۶۳ ج ۱، ہدایہ ص ۸۹ ج ۱، نور الانوار ص ۱۶)

صاحبِ فیض الباری کی تحقیق

مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:۔ بعض وقت ایک لفظ کے مراتب ہوتے ہیں ان کو عموم کے نیچے بھی داخل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ عموم افراد میں ہوتا ہے۔ نہ ان کو اطلاق کے ہی نیچے داخل کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اطلاق کا تعلق اوصاف سے ہوتا ہے۔ اصولیوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ ان مراتب سے کسی مرتبہ کی تعیین اجتہاد سے ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال آیتِ ذیل ہے۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ

حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اعتزال ایسا لفظ ہے جس کے لیئے ایک عرض (وسعت) ہے جس کے مختلف مراتب ہیں:۔

۱۔ ادنیٰ مرتبہ جماع سے احتراز کرنا۔

۲۔ ناف کے نیچے حصّہ سے احتراز کرنا۔

۳۔ آخری درجہ گھر سے الگ کرنا۔ (مقدمہ فیض الباری ص ۶۳)

اگرچہ یہ بحث قابلِ مناقشات ہے۔ کیونکہ اصُولیوں نے مراتب کو اطلاق کے نیچے داخل کیا ہے، بلکہ مولانا انور شاہ صاحب نے بھی دوسری جگہ اس کو محسُوس کیا ہے۔ پھر اعتزال یہاں جماع سے کنایہ ہے۔ جس کے لیئے مراتب نہیں ہیں۔

مگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ انصات کے لیئے مولانا انور شاہ صاحب کی اصطلاح کے مطابق مراتب ہیں۔ یا عام اصُولیوں کی اصطلاح کے مطابق افراد ہیں۔ لہٰذا انصات کے لیئے اگر افراد ہوں تو اس میں مامور بہٖ صرف ادنیٰ ہوگا۔ یعنی اس طرح پڑھو کہ خطیب کو تشویش نہ ہو۔ جیسے رکوع میں مامور بہٖ بھی ادنیٰ ہے۔ اگر انصات کے لیئے مراتب ہوں تو بقول مولانا انور شاہ صاحب ان کے تعیّن میں مجتہد کو اختیار ہونا چاہیئے۔ یعنی سارے مراتب مراد نہیں ہو سکتے۔ مجتہد اَدِلّہ کی رُو سے جس کو چاہے ترجیح دے یعنی ترجیح خارج سے ہوگی۔ نہ آیت اور حدیث سے۔ لہٰذا آیت اور حدیث اس صُورت میں مجمل ٹھہرے گی۔ اور مجمل سے استدلال نہیں ہوتا۔ لہٰذا مولانا انور شاہ صاحب کے قول کے مطابق جو لوگ انصات مامور بہٖ سے دُوسرا فرد مُراد لیتے ہیں یعنی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، وہ بھی انصات پر عمل کرتے ہیں۔ جیسے حائضہ عورت سے جو لوگ صرف جماع منع سمجھتے ہیں وہ بھی قرآن پر عامل ہیں اور جو ناف کے نیچے سے احتراز کرتے ہیں وہ بھی قرآن پر عمل کرتے ہیں حیض میں تیسرے مرتبہ پر عمل کرنے کی کوئی صورت نہیں، صرف یہود کا مذہب ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ انصات کے پہلے اور دوسرے فرد پر عمل کرنے سے انصات پر عمل ہو جائے گا۔

احناف کی پیش کردہ حدیث پر عمل کرنے کے لیئے ضروری نہیں کہ ضرور تیسرے فرد پر ہی عمل کیا جائے۔ بلکہ اس فرد کو ضروری قرار دینا مطلق کی تقیید ہے اور حنفیہ کے ہاں یہ نسخ ہے۔ لہٰذا احناف کا انصات سے صرف تیسرا فرد مراد لینا درحقیقت انصات کو منسوخ کہنا ہے۔ اور ہم لوگ جو دوسرے فرد مراد لیتے ہیں اگرچہ ہمارے ہاں بھی یہ تقیید ہے۔ مگر ہمارے ہاں تقیید کو نسخ نہیں کہتے۔ اور نہ ہی ہمارے ہاں مطلق کی تقیید خبر واحد سے منع ہے۔

اگر خطبہ کے دوران کوئی شخص سراً دو رکعت ادا کر لے تو یہ انصات کے کسی فرد کے اعتبار سے مانع نہیں ہوتا۔ کیونکہ انصات و استماع کا تعلق حال الجہر سے ہے نہ کہ سراً پڑھنے سے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ خطبہ کے دوران دو رکعت ادا کرنا انصات و استماع کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ (خیر الکلام از شیخ الاسلام محدث گوندلوی ص ۲۷۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک غلط فہمی کا ازالہ علماء احناف نے خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کا انکار کرتے ہوئے کئی بے سروپا تاویلیں کی ہیں جن کا علماء اہلحدیث کئی مرتبہ جواب بھی دے چکے ہیں۔ چنانچہ تاویلات میں سے ایک تاویل یہ ہے کہ :-

"ہدایہ اور شرح وقایہ میں خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنے کے متعلق صاحبین کا جو مسلک ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح مسلک امام صاحب کا ہی ہے کہ نہ پڑھے۔" (ماہنامہ تجلی)

مقام افسوس ہے کہ ایسے لوگ میدان بحث میں کود پڑھنے کی سرعت دکھاتے ہیں جو یہ بھی ادراک نہیں کر سکتے کہ نقطہ بحث کیا ہے؟ بحث یہ نہیں تھی کہ امام صاحب کا مذہب صحیح ہے یا صاحبین کا۔ اور صحت کے لیئے معیار کیا ہے؟ ذکر یہ تھا کہ آہستہ پڑھنا انصات و استماع کے منافی نہیں ہے۔

ایک اور حدیث سنیئے جس میں سکوت اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا جمع ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

ثَلَاثًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى جَاوَزَتَا اُذُنَيْهِ وَ يَسْكُتُ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ هُنَيَّةً يَسْاَلُ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (مستدرک حاکم ص ۲۱۵ : ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کام کرتے تھے جو لوگوں نے چھوڑ دیئے ہیں۔ رفع یدین کرتے ہوئے اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ کانوں تک سے گزر جاتے، قراءت کے بعد تھوڑا سا سکوت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکوت کا اطلاق آہستہ پڑھنے کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ:

یُحِبُّ الصَّمْتَ عِنْدَ ثَلَاثٍ عِنْدَ تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ عِنْدَ الزَّحْفِ وَعِنْدَ الْجَنَازَۃِ۔ (ابن کثیر ص ۲۱۶ ج ۲)

ضروری اور غیر ضروری کی بحث

نیز مدیر تجلّی نے یہاں ضروری اور غیر ضروری کا مسئلہ پیدا کر کے بھی صحیح احادیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"پھر دین و دانش کا مسلّمہ ضابطہ ہے کہ غیر ضروری کے مقابلہ میں ضروری کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ نفل کے مقابلے میں واجب زیادہ اہم ہے۔ جب نفل اور واجب میں ٹکراؤ ہو تو واجب کی رعایت کی جائے گی۔"

مدیر تجلّی کا مقصد یہ ہے کہ تحیۃ المسجد غیر ضروری نفل ہیں خطبہ سننا ضروری اور واجب ہے۔ بحمد اللہ اہل حدیث خدا کے فضل سے اسی اصول پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہی بات تو ان کا طرّۂ امتیاز ہے کہ کتاب و سنّت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اس کو اپنا شعار و دثار سمجھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہر چیز کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر احناف نے ہی اس اصول کو کئی ایک مقام پر توڑا ہے۔ چنانچہ امیر المحدثین امام بخاریؒ ان کی اس اصول شکنی کی تردید کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزاماً فرماتے ہیں :۔

"بعض لوگ جو فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی دلیل سے قراءت خلف الامام کا انکار کرتے ہیں، ان سے کہا جائے گا کہ اگر امام قراءت کر رہا ہو تو ثناء بھی پڑھی جا سکتی ہے؟ اگر وہ جواب دے کہ ہاں! تو اس کو کہا جائے گا کہ جب ثناء آپ کے نزدیک نفل ہے تو آپ نے اس کا پڑھنا ضروری کیوں قرار دیا ہے؟ حالانکہ اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے اور قراءت جو کہ اصل میں واجب ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی آڑ میں ساقط کر دیا کہ خاموشی سے سنو۔ مگر دوسری طرف ثناء کے پڑھنے کے وقت خاموشی سے نہ سننے کا بھی حکم دے دیا۔ اور اس طرح فرض کو غیر اہم اور نفل کو اہم بنا دیا"

(جزء القراءۃ ص ۹)

؎ جو چاہے ترا حسن کرشمہ ساز کرے

توضیح

امام بخاریؒ کا بیان بالکل صاف ہے کہ آپ (حضرات حنفیہ) آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی تعمیل میں مقتدی کو مطلق قراءت اور فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ مطلق قراءت کی فرضیت آپ کے نزدیک بھی مسلّم ہے۔ اور قراءت فاتحہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو خطاب کر کے فرمایا۔ " فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ " لیکن آپ صاحبان امام کی قراءت کے وقت مقتدی کو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے سے منع نہیں کرتے بلکہ اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی تاکید نہ قرآن میں ہے، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں، نہ عموماً اور نہ خصوصاً اور نہ آپ کے نزدیک بھی اس کا پڑھنا فرض یا واجب ہے۔ بلکہ مستحب ہے، تو یہ تفاوت کیوں ہے؟ اگر اِذَا کے عموم میں مقتدی شامل ہے۔ اور فَاسْتَمِعُوْا کے امر سے مقتدی کو فاتحہ پڑھنی جو قرآن کا جزو ہے منع ہے۔ تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ جو قرآن نہیں ہے۔ اس کی اجازت کیوں ہے؟ اور اگر غیر قرآن کی اجازت ہے۔ تو خالص قرآن پڑھنے کی ممانعت کیوں؟

اسی طرح ادراک فریضہ کے ضمن میں احناف کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے حال میں آئے کہ امام نماز فجر پڑھ رہا ہے۔ اور اس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جاتے۔

اس میں غیر ضروری کے مقابلے میں ضروری کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان کے سخت خلاف ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ

(مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۶۹، ج ۲)

جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو سوائے اس نماز کے اور کوئی نماز نہیں۔

اسی طرح فقیہ ابو جعفر سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اقوال کے مطابق اگر قعدۂ اخیر کے مل جانے کی امید ہو تو بھی (جماعت میں شامل نہ ہوتے ہوئے) فجر کی سنتیں پڑھ لی جائیں۔ حالانکہ جماعت کے وقت سے سلام پھیرنے تک سنتیں غیر ضروری بلکہ ممنوع ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتِ فہم کو مجتمع کر کے غور فرمایئے کہ فجر کی سُنّتیں جو فرضوں سے پہلے اس حد تک ضروری ہیں کہ ان کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں جماعت کے وقت سُنّت چھوڑ کر جماعت کے ساتھ مل جانے کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ ان سُنّتوں کو بھی ایسے وقت میں پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ دین و دانش کا مسلّمہ ضابطہ ہے کہ غیر ضروری کے مقابلے میں ضروری کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

سُنّت کے مقابلے میں فرض زیادہ اہم ہے۔ جب سُنّت اور فرض میں ٹکراؤ ہو تو فرض کی رعایت کی جائے گی۔ مدیر تجلّی اگر اسی اصول کے ذریعہ خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد کو غیر ضروری سمجھتے ہیں تو جماعت کھڑی ہو جانے سے سنّت کے جواز کا فتویٰ کیوں دیتے ہیں؟ اسی طرح امام کی قراءت کے وقت مقتدی کو سبحانک اللّٰھم پڑھنے کی اجازت دینا یہ اصول کی خلاف ورزی نہیں تو اور کیا ہے؟

نیز یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ سفر کرنا ایک مباح امر ہے۔ روزہ اور نماز فرض ہے مگر شریعت نے اجازت دے دی ہے کہ سفر جو غیر ضروری امر ہے اس کی وجہ سے روزہ افطار کرنا اور نماز چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔ حالانکہ یہاں بھی ضروری کے مقابلے میں غیر ضروری پر عمل کیا گیا ہے۔

لہٰذا مدیر تجلّی اور ان کے ہم خیال لوگ تحیۃ المسجد کو غیر ضروری سمجھتے ہیں تو سفر میں افطار اور قصر کو بھی غیر ضروری سمجھا کریں۔ حالانکہ ان کے مذہب میں یہ واجب ہے۔

حنفیہ کی تیسری دلیل

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ۔

جب امام خطبہ کے لیئے منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تو نہ نماز ہے نہ کلام تا آنکہ وہ فارغ ہو جائے۔

۱۔ اس روایت سے استدلال بھی غلط ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایوب بن نہیک غیر ثقہ، ضعیف اور متروک راوی ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ناقابلِ اعتبار ہے۔ چنانچہ مجمع الزوائد میں ہے:۔

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِيْهِ أَيُّوْبُ بْنُ نَهِيْكٍ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ (ص ۱۸۴ : ج ۲)

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں ایوب بن نہیک (ناقابلِ اعتبار) ہے جس کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

۲۔ خاتمۃ الحفّاظ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں :۔

وَالْجَوَابُ عَنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِأَنَّهُ ضَعِيْفٌ فِيْهِ أَيُّوْبُ بْنُ نَهِيْكٍ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ قَالَهُ أَبُوْ زُرْعَةَ وَأَبُوْ حَاتِمٍ وَالْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَا تُعَارَضُ بِمِثْلِهِ۔

(فتح الباری ص ۴۰۹، ج ۲)

ابنِ عمرؓ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایوب بن نہیک راوی موجود ہے جس کے متعلق ابو زرعہؒ اور ابو حاتم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ ایسی ضعیف روایت صحیح روایات کے معارض نہیں ہو سکتی۔

۳۔ علامہ محمود محمد خطاب السبکی شرح ابوداؤد میں ابن عمرؓ کی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:۔

بانّہ ضعیف لانہ من طریق ایوّب بن نہیك وھو منکر الحدیث کما قالہ ابو زرعۃ وابو حاتم فلا یقوی علی معارضۃ الحدیث الصحیح۔ (المنہل العذب المورود ص ۲۸۵ ج ۶)

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایوب بن نہیک راوی واقع ہے اور اسے ابو زرعہ اور ابو حاتم نے منکر الحدیث کہا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی ضعیف حدیث صحیح حدیث کے معارض نہیں ہو سکتی۔

۴۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:۔

والجواب عن حدیث ابن عمر من وجہین (احدھما) انّہ غریب (والثانی) لو صح لحمل علی ما زاد علی رکعتین جمعاً بین الاحادیث۔ (شرح مہذب ص ۵۵۲ ج ۴)

ابن عمرؓ کی حدیث کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے صحیحین کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ما زاد علی رکعتین کی نفی مراد ہے۔ اس طرح مختلف احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں :۔

وفیہ ایوب بن نهیک قال الهیثمی وهو متروک ضعفہ جماعۃ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص ۴۱۶، ج ۲)

اس حدیث کی سند میں ایوب بن نہیک ہے۔ علامہ ھیثمی فرماتے ہیں وہ متروک (ناقابل اعتبار) ہے۔ محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

الغرض یہ روایت اتنی تنقیدات کے ہوتے ہوئے کس طرح قابلِ استدلال ہو سکتی ہے؟ نیز یہ روایت ضعیف ہونے کے علاوہ مرفوع بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ امام زہری کا قول ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :۔

لم اجده، وقد قال البیهقی رفعه وهم (درایہ ص ۲۱۶)

مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔ اس کا مرفوع ہونا وہم ہے۔

امام زیلعیؒ فرماتے ہیں :۔

قلت غریب مرفوعا، قال البیهقی: رفعه وهم فاحش انما هو من کلام الزهری (نصب الرایہ ص ۲۰۱، ج ۲)

میں کہتا ہوں اس کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں : اس کو مرفوع بیان کرنا ایک فاحش قسم کا وہم ہے۔ دراصل یہ امام زہریؒ کا کلام ہے جس کو مرفوع حدیث سمجھ لیا گیا ہے۔

ابن ہمامؒ فرماتے ہیں :۔

رفعه غریب والمعروف کونه من کلام الزهری رواه مالک فی الموطا۔ (فتح القدیر ص ۴۲۱ ج ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ امام زہریؒ کا کلام ہے جس کو امام مالکؒ نے موطا میں بیان کیا ہے۔

نوٹ

بعض علماء احناف اس حدیث کو ضعیف تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ متعدد قرائن اس حدیث کے مؤید ہیں۔ لہٰذا یہ قابلِ استدلال ہے۔

اوّل تو اس بناء پر کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں خود حضرت ابنِ عمرؓ کا اپنا مسلک اسی کے مطابق مروی ہے۔

دوسرے اس لیے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا مسلک بھی یہی تھا کہ وہ خروجِ امام کے بعد نماز یا کلام کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(فتح الملہم ص ۴۱۶ ج ۲)

اس کے جواب میں

۱۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :۔

ولم يثبت عن أحد من الصحابة صريحا ما يخالف ذلك، وأما مانقله ابن بطال عن عمر وعثمان وغير واحد من الصحابة من المنع مطلقا فاعتماده فى ذلك على روايات عنهم فيها احتمال كقول ثعلبة بن أبي مالك ادركت عمر و عثمان. وكان الامام ـ اذا خرج تركنا الصلوة ووجه الاحتمال أن يكون ثعلبة عنى بذلك من كان داخل المسجد خاصة.

قال شيخنا الحافظ ابو الفضل فى شرح الترمذى: كل من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من نقل یعنی من الصحابة : منع الصلاۃ والامام یخطب محمول علی من کان داخل المسجد لانه لم یقع عن احد منهم التصریح بمنع التحیة وقد ورد فیها حدیث یخصها فلا تترك بالاحتمال انتهی ولم اقف علی ذلك صریحا عن احد من الصحابة (فتح الباری ص ۳۱۱ ج ۲)

صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی صریحاً (تحیۃ المسجد کے جواز والی حدیث کے) خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ ابن بطال نے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ سے جو مطلقاً منع کے اقوال نقل کیے ہیں۔ تو ان کا اعتماد ایسی روایات پر ہے جن میں کئی ایک احتمالات ہیں۔ مثلاً :۔
حضرت ثعلبہ کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو پایا جب امام نکلتا تو ہم نماز چھوڑ دیتے۔ ان روایات میں احتمال یہ ہے کہ حضرت ثعلبہ کی مُراد وہ لوگ ہیں جو مسجد میں پہلے سے موجود ہوتے تھے نہ کہ باہر سے آنے والے۔

حافظ ابوالفضل شرح ترمذی میں فرماتے ہیں :۔
دَورانِ خطبہ جن صحابہؓ سے نماز کا ممنوع ہونا منقول ہے، ان کی مُراد یہ ہے کہ جو لوگ پہلے سے مسجد میں موجود ہیں ان کے لیئے نماز پڑھنا منع ہے۔ یہ مُراد نہیں ہے کہ بعد میں آنے والے بھی نہ پڑھیں۔ کیونکہ تحیۃ المسجد سے منع کرنا کِسی ایک صحابی سے بھی صراحت کے ساتھ منقول نہیں ہے۔ حالانکہ تحیۃ المسجد کے لیئے صحیح احادیث آچکی ہیں۔ جو تحیۃ المسجد کے جواز کو خاص کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لہٰذا محض احتمال سے صحیح احادیث کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

زین الدین ابو الفضل رح فرماتے ہیں :-

بین والدی رحمہ اللہ فی شرح الترمذی أن الاثر عن علی لم یصح ۔ (طرح التثریب ص ۱۸۳ ج ۳)

"میرے والد مرحوم نے شرح ترمذی میں لکھا ہے کہ دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد کے منع کے سلسلے میں حضرت علیؓ کا اثر صحیح نہیں ہے۔

حنفیہ کی چوتھی دلیل

مسند احمد میں حضرت نبیشہ ہذلی کی روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کرتے ہیں :-

ان المسلم اذا اغتسل یوم الجمعۃ ثم اقبل الی المسجد لا یؤذی احداً فان لم یجد الامام خرج صلی مابدا لہ وان وجد الامام قد خرج جلس فاستمع وانصت حتی یقضی الامام جمعتہ.... الخ

اس حدیث میں صراحۃً بتا دیا گیا ہے کہ نماز اسی وقت مشروع ہے جبکہ امام خطبہ کے لیئے نہ نکلا ہو۔ اور اگر امام نکل چکا ہو تو خاموش بیٹھنا چاہیئے۔

(درس ترمذی ص ۲۸۴ ج ۲)

یہ حدیث منقطع ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں ہے کیونکہ عطاء خراسانی کا سماع حضرت نبیشہ سے ثابت نہیں ہے چنانچہ علامہ منذری رح اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَطَاءٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ نُبَيْشَةَ (ترغیب وترہیب ص ۶۴۰، ج ۱)

عطاء خراسانی نے نبیشہ سے کچھ نہیں سنا۔

حنفیہ کی پانچویں دلیل

احناف اس حدیث سے بھی دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن بشر فرماتے ہیں :۔

جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ۔ (فتح الملہم ص ۴۱۶ ج ۲)

ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کی گردنیں پھلانگنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا، بیٹھ جاؤ۔ تو نے تو لوگوں کو اذیت پہنچائی ہے۔

اس حدیث میں آپ نے اُسے بیٹھنے کا حکم تو دیا ہے لیکن تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ تو معلوم ہوا کہ دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد ممنوع ہے۔

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں :۔

اس حدیث سے استدلال چار وجوہ کی بناء پر باطل ہے :۔

أَحَدُهَا : أَنَّهُ لَا يَصِحُّ، لِأَنَّهُ مِنْ طَرِيقِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، لَمْ يَرْوِهِ غَيْرُهُ وَهُوَ ضَعِيفٌ۔

وَالثَّانِي : أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ۔ لَوْ صَحَّ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَكَعَهُمَا، وَقَدْ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ رَكَعَهُمَا ثُمَّ تَخَطَّى، وَيُمْكِنُ أَنْ لَا يَكُونَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكَعَهُمَا ، فَإِذْ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ ، لَا ، أَنَّهُ رَكَعَ وَلَا أَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ فَلَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ وَلَا عَلَيْهِمْ وَلَا يَجُوزُ أَنْ نُقِيمَ فِي الْخَبَرِ مَا لَيْسَ فِيهِ فَيَكُونُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدَ الْكَذَّابِينَ۔

وَالثَّالِثُ :- أَنَّهُ لَوْ صَحَّ الْخَبَرُ وَكَانَ فِيهِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَكَعَ : لَكَانَ مُمْكِنًا أَنْ يَكُونَ قَبْلَ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ بِالرُّكُوعِ وَمُمْكِنًا أَنْ يَكُونَ بَعْدَهُ فَإِذْ لَيْسَ فِيهِ بَيَانٌ بِأَحَدِ الْوَجْهَيْنِ فَلَا حُجَّةَ فِيهِ لَهُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ۔

وَالرَّابِعُ : أَنَّهُ لَوْ صَحَّ الْخَبَرُ وَصَحَّ فِيهِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَكَعَ وَصَحَّ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ بَعْدَ أَمْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ بِأَنْ يَرْكَعَ ، وَكُلُّ ذٰلِكَ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْءٌ لِمَا كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ حُجَّةٌ ، لِأَنَّنَا لَمْ نَقُلْ إِنَّهُمَا فَرْضٌ ، وَإِنَّمَا قُلْنَا سُنَّةٌ ، يُكْرَهُ تَرْكُهُمَا ، وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ صَلَاتِهِمَا۔

(محلی ابن حزم ص ۷۰ ، ۷۱ ، ج ۵)

اوّلاً :- یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں معاویہ بن صالح راوی ضعیف ہے۔

ثانیاً :- اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اس سے استدلال غلط ہے۔ کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اس شخص نے پہلے دو رکعت نہیں پڑھی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پچھلی صف میں دو رکعت پڑھ کر پھر تخطی رقاب کا مرتکب ہوا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے پہلے نہ پڑھی ہوں۔ تو جب دونوں باتوں کا یہاں احتمال ہے، تو پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت نہ تو احناف کے حق میں دلیل بن سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کے خلاف۔

ثالثاً :- اگر مان لیا جائے کہ خبر صحیح ہے۔ اور یہ بھی مان لیا جائے کہ تخطی رکاب سے قبل اس نے دو رکعت نہیں پڑھی تھیں، تو پھر ہم کہیں گے ممکن ہے یہ واقعہ دورانِ خطبہ دو رکعت کی مشروعیت سے قبل کا ہو۔ اور عین ممکن ہے کہ بعد کا ہو، جب دونوں امروں میں سے کسی ایک امر کی بھی حدیث میں صراحت نہیں ہے تو پھر یہ حدیث نہ ان کے حق میں حجت ہے، نہ ان کے خلاف۔

رابعاً :- اگر مان لیا جائے کہ خبر بھی صحیح ہے اور تخطّی رقاب سے قبل اس نے دو رکعت پڑھی بھی نہیں تھیں اور یہ واقعہ بھی تحیۃ المسجد کی مشروعیت کے بعد کا ہے تو پھر بھی ان حضرات کے لیئے اس میں کوئی حجت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم ان کی فرضیت کا دعویٰ تو نہیں کرتے۔ ہم تو صرف اس کو سنّت سمجھتے ہیں۔ جس کا ترک مکروہ ہے۔

خامساً :- ہم کہتے ہیں کہ مسجد میں ہر آنے والے کے لیئے یہ ضابطہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ کہ دو رکعت پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے تو جب آپ نے اس شخص کو کہا کہ تم بیٹھ جاؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹھنے کی شرط پوری کر کے بیٹھ جاؤ۔ یعنی دو رکعت پڑھ کر بیٹھو۔ انتہیٰ۔

سادساً :- ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی خطبہ کے آخری لمحات میں داخل ہوا ہو۔ جبکہ تحیۃ المسجد کا ٹائم ہی باقی نہ رہا ہو۔ تو بدیں وجہ آپ نے اس کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم نہ دیا ہوگا۔ اس استثنائی صورت میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ (فتح الباری ص ۴۰۹ ج ۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کی چھٹی دلیل

جماعت جب کھڑی ہو جاتی ہے تو اس وقت الگ کسی قسم کی نماز ممنوع ہے۔ اسی طرح خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد یا کسی قسم کی نماز پڑھنی منع ہے۔ کیونکہ خطبہ بھی ایک طرح کی نماز ہی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ خطبہ کو نماز کی طرح سمجھنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ خطبہ من کل الوجوہ نماز نہیں ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ کیونکہ دوران خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم ہے۔ بخلاف جماعت کے اس میں جماعت کے ساتھ شامل ہونے کا حکم ہے۔ ان دونوں کے درمیان یہ فرق خود شارع علیہ السلام نے بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:۔

اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ

جب اقامت کہی جائے تو سوائے اقامت والی نماز کے اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔ (فتح الباری ص ۱۴۸ ج ۲)

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔

فلا صلوۃ الا التی اقیمت

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں:۔

باب سؤال الإمام فی خطبة الجمعة داخل المسجد وقت الخطبة أصلی رکعتین أم لا ؟ وأمر الإمام الداخل بأن یصلی رکعتین إن لم یکن صلاهما قبل سؤال الإمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إياه والدليل على أن الخطبة ليست بصلاة ۔

(صحیح ابن خزیمہ ص ۱۶۵، ج ۳)

باب اس بارے میں ہے کہ خطبۂ جمعہ کے دوران مسجد میں آنے والے آدمی سے امام دریافت کرے کہ اس نے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لی ہیں؟ اگر نہ پڑھی ہوں تو اسے دورانِ خطبہ پڑھنے کا حکم دے۔ اور باب اس امر میں ہے کہ خطبہ نماز نہیں ہے۔

بعض صحابہؓ اور تابعینؒ کے آثار سے استدلال

مدیر تجلّی اور دیگر احناف نے بعض صحابہؓ اور تابعینؒ کے آثار کا بھی سہارا لیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے :۔

الصلٰوۃ والامام على المنبر معصية (طحاوی ص ۳۷۰، ج ۱)

امام کے منبر پر تشریف فرما ہونے کے بعد نماز پڑھنی معصیت ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اس اثر کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے جو تمام محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :۔

وابن لهيعة ضعيف عند اهل الحديث ضعفه يحيٰى بن سعيد القطانؒ وغيره (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۲ ج ۱)

ابن لہیعہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اور یحیٰی بن سعید قطانؒ وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ خزرجیؒ لکھتے ہیں :-

قال یحیٰ بن معین لیس بالقوی وقال مسلم ترکہ و کیع و یحی القطان و ابن مہدی (خلاصہ ص ۹۲ ج ۲)

یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ (ابن لہیعہ) قوی نہیں ہے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ، یحیٰ بن قطان اور ابن مہدی نے اسے چھوڑ دیا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :-

اختلط فی اخر عمرہ و کثر عنہ المناکیر فی روایتہ وقال ابن حبان کان صالحا ولکنہ یدلس عن الضعفاء۔ (تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس ص ۱۴۲)

آخری عمر میں حافظے کی خرابی کی بناء پر اس کی حدیث میں بہت سی منکر باتیں شامل ہو گئی تھیں۔ اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں (ابن لہیعہ) صالح تھا۔ لیکن ضعفاء سے تدلیس کیا کرتا تھا۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:-

ابن لہیعہ کی احادیث متابعت میں ذکر کی جاتی ہیں، اور ان سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۶ ج ۱)

الغرض حضرت عقبہ بن عامر کا یہ اثر ابن لہیعہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ

بعض احناف نے جو امام احمد بن حنبلؒ سے ابن لہیعہ کی توثیق نقل کی ہے وہ محلِ نظر ہے۔ پھر بفرضِ صحتِ نقل توثیق کے مقابلہ میں جرح کو ترجیح ہوتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

اَلْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَی التَّعْدِیْلِ (شرح نخبہ ص ۱۱۰)

جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

۲۔ ثعلبہ بن ابی مالک قرظیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ان جلوس الامام علی المنبر یقطع الصلوٰۃ وکلامہ یقطع الکلام (طحاوی ص ۳۷۰، ج ۱)

امام کا منبر پہ بیٹھنا نماز کو ختم کر دیتا ہے۔ اور اس کا کلام مقتدیوں کے کلام کو ختم کر دیتا ہے۔

نیز ثعلبہ بن ابی مالک قرظیؒ سے مروی ہے کہ:۔

ادرکت عمر وعثمان فکان الامام اذا خرج ترکنا الصلوٰۃ فاذا تکلم ترکنا الکلام (ابن ابی شیبہ ص ۱۱۱ ج ۲)

میں نے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کا زمانہ پایا جب امام نکلتا تو ہم نماز چھوڑ دیتے اور جب وہ خطبہ شروع کرتا تو ہم گفتگو بند کر دیتے تھے۔

ثعلبہ بن ابی مالک قرظیؒ کے دونوں اقوال کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ہی سے جو لوگ مسجد میں موجود ہیں۔ وہ خروج یا قعود امام سے نوافل ترک کر دیں۔ لیکن جو لوگ دورانِ خطبہ آئیں وہ تحیۃ المسجد پڑھیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آچکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حضرت عطاء سے مروی ہے کہ :۔

کان ابن عمرؓ و ابن عباسؓ یکرھان الکلام والصلوٰۃ اذا خرج الامام یوم الجمعۃ (فتح الملہم ص ۴۱۶ ج ۲، عینی ص ۲۳۴ ج ۶)

ابن عمرؓ و ابن عباسؓ جمعہ کے دن خروج امام کے وقت گفتگو اور نماز کو مکروہ جانتے تھے۔

ابن عمر اور ابن عباس کا مذکورہ اثر عینی اور فتح الملہم میں طحاوی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ لیکن طحاوی میں "الصلوٰۃ" کا لفظ نہیں ہے۔ چنانچہ طحاوی کی روایت اس طرح ہے :۔

ثنا عطاء، قال کان ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہم یکرھان الکلام إذا خرج الامام یوم الجمعۃ۔
(شرح معانی الآثار مطبوعہ بیروت ص ۳۷۰ ج ۱)

لیث حضرت مجاہد سے نقل فرماتے ہیں :۔

انہ کرہ أن یصلی والامام یخطب (طحاوی ص ۳۷۰ ج ۱)

وہ دوران خطبہ نماز کو مکروہ سمجھتے تھے۔

اس اثر کی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔ جس کے متعلق امام ابن حبان فرماتے ہیں :۔

لیث بن ابی سلیم واسمہ أنس، ولد بالکوفۃ وکان معلماً بھا وکان من العباد ولکن اختلط فی أخر عمرہ حتی کان لا یدری ما یحدث بہ فکان یقلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأسانيد ويرفع المراسيل ويأتي عن الثقات بما ليس من حديثهم كل ذلك كان منه في اختلاطه تركه يحيى القطان وابن مهدي واحمد وابن معين۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۱۸۲ ج ۷)

لیث بن ابی سلیم کا نام انس ہے۔ کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں معلّم مقرر ہوئے اور بڑے عبادت گزار تھے۔ آخری عمر میں خرابیٔ حافظہ کی بنا پر اپنی بیان کردہ روایت کو نہیں جانتے تھے۔ سندوں کو اُلٹ دیتے اور مرسل کو مرفوع بنادیتے تھے۔ ثقہ راویوں سے ایسی باتیں بیان کرتے تھے جو ان کی حدیث میں نہیں ہوتی تھیں۔ یہ سب باتیں خرابیٔ حافظہ کی بناء پر تھیں۔ یحیٰ قطان، ابن مہدی، احمد اور ابن معین نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

صدوق، اختلط اخيراً ولم يتميز حديثه فترك

(تقریب التہذیب ص ۱۳۸، ج ۲)

سچا ہے، آخیر عمر میں حافظہ کی خرابی کی وجہ سے اپنی حدیث کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیئے متروک ہو گئے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں:۔

مضطرب الحديث (میزان ص ۴۲۰)

لیث مضطرب الحدیث ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام یحییٰؒ اور نسائیؒ فرماتے ہیں :-

لیث ضعیف ہے۔ (میزان ص ۴۲۰ ج ۳)

الغرض لیث کے ضعف کی بنا پر مجاہد کا یہ اثر قابلِ استدلال نہیں ہے۔

بوقت خطبہ عدم امر بالصلوٰۃ کے واقعات

صاحب انوار الباری وغیرہ نے کچھ واقعات ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"یہ سب واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے زمانہ میں پیش آئے ہیں۔ جن سے صحابہؓ و تابعینؒ نے خطبہ کے وقت نماز نہ پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔"

(انوار الباری ص ۸۹ : ج ۱۴)

اس کے متعلق عرض ہے کہ کچھ واقعات کا تو ہم اپنے مضمون میں جواب دے چکے ہیں، اور باقی کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ ان واقعات میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان واقعات میں تحیۃ المسجد کا ذکر نہیں ہے۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ عدم ذکر کسی چیز کے عدم کو مستلزم نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان واقعات میں صحابہؓ اور تابعینؒ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ضرور پڑھی ہوں گی۔ کیونکہ دورانِ خطبہ ہر آنے والے کے لیے آپؐ نے تحیۃ المسجد کا عام حکم بیان کر دیا تھا جس کی خلاف ورزی کسی صحابیؓ، تابعیؒ بلکہ ادنیٰ مسلمان سے بھی متصور نہیں ہو سکتی۔

حدیث داں علماءِ احناف

علماءِ احناف علمی لحاظ سے دو طرح پر ہیں :-

ایک وہ جنہوں نے اپنے مذہب کے متون و شروح اور اقوالِ ائمہ کو خوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضبط کیا، لیکن ماہر حدیث نہ تھے۔

دوسرے وہ جنہوں نے اپنے مذہب کی تصریحات کے علاوہ

دوسری قسم کے علماء نے اکثر فروعی اختلافی مسائل میں محدثین کے طریق کو یا تو تسلیم کر لیا یا پھر وہ اس کی طرف مائل ہو گئے۔ اور جمود تقلید نے ان کو اتباعِ حدیث سے نہ روکا، کیونکہ حدیث صحیح کے واضح ہو جانے کے بعد کسی مومن کے لیئے مخالفت کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:۔

"اگر ہمیں رسولِ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کر دی ہے صحیح سند کے ساتھ پہنچ جائے جو خلافِ مذہب ہو۔ اگر ہم اس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں اور ظنی قول کی پیروی کریں تو ہم سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا؟ اور قیامت کو جس دن تمام لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے حاضر ہوں گے، ہمارا کیا عذر ہوگا؟" (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۵۵، ج ۱)

چنانچہ ہم ذیل میں ان علماء احناف کے اقوال درج کرتے ہیں جو جامع حدیث اور فقہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے عین خطبہ کے وقت دو رکعت پڑھنے والی حدیث کو قبول کرتے ہوئے تعارض کا تسلی بخش جواب دیا ہے

۱۔ شیخ ابوالحسن سندی محشی کتب حدیث علماء احناف میں خاص قابلیت کے بزرگ ہوئے ہیں جن پر علماء احناف کو بجا فخر ہے۔ آپ ابن ماجہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

ثم الحديث ظاهر في جواز الركعتين حال الخطبة للداخل بتلك الحالة ومن لا يقول بذلك تارة على انه كان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبل شروع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الخطبۃ وھذا الحدیث صریح فی ردہ لقولہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب وأیضا مذھب الحنفیۃ عدم جواز الصلاۃ من حین خروج الامام وان لم یشرع فی الخطبۃ وأخری علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سکت عن خطبۃ حین صلی ویروی فیہ بعض الاحادیث المرسلۃ ویردہ حدیث اذا جاء أحدکم والامام یخطب فلیصل رکعتین أوکما قال وھو حدیث صحیح أخرجہ مسلم وغیرہ وفیہ اذن فی الرکعتین حال خطبۃ الامام وأیضا المذھب عدم جواز الصلاۃ وان سکت وأیضاً اللازم حینئذ ان لا یمنع الداخل عن الصلوۃ بل یؤمر الامام بالسکوت ولا دلیل علی المنع عن الرکعتین عندھم الاحدیث اذا قلت لصاحبک أنصت الخ

وذلک لان الامر بالمعروف من تحیۃ المسجد فاذا منع منہ منع منھا بالاولی وفیہ بحث کیف والمضی فی الصلاۃ لمن شرع فیھا قبل الخطبۃ جائز بخلاف المضی فی الامر بالمعروف لمن شرع فیہ قبل فکما لا یصح قیاس الصلوۃ علی الامر بالمعروف بقاء لا یصح ابتداء واللہ اعلم۔ (حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۴۳، ۲۴۴ ج ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث اس بات کے لیئے بیّن دلیل ہے کہ عین خطبہ کی حالت میں داخل ہونے والے کے لیئے دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا جائز ہے۔ جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کبھی تو اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ خطبہ شروع ہونے سے قبل ہی اس نے دو رکعت پڑھ لی تھیں۔ حالانکہ یہ تاویل غلط ہے۔ کیونکہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔

نیز ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کے لیئے نکل آئے تو صلوٰۃ وکلام دونوں منع ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ خطبہ ابھی شروع ہی نہ ہُوا ہو۔

دُوسری تاویل یہ کرتے ہیں کہ:۔

جب تک وُہ شخص نماز پڑھتا رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رُکے رہے اس سلسلہ میں بعض مُرسل روایات بھی ذکر کی جاتی ہیں لیکن ان کا جواب اُس حدیث سے ہو جاتا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ اور یہ مسلم وغیرہ کی حدیث بھی صحیح ہے۔ اس حدیث میں عین خطبہ کی حالت میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ نیز تاویل مذکورہ سے ان لوگوں کو فائدہ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے مذہب میں امام کے سکوت کے وقت بھی نماز جائز نہیں ہے۔

نیز ان کی تاویل سے یہ بھی لازم آئے گا کہ مسجد میں داخل ہونے والے کو نماز سے روکنے کی بجائے امام کو سکوت کا حکم دیا جائے۔ حالانکہ اس کے قائل یہ لوگ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں تو پھر اس تاویل کا کیا فائدہ ؟

نیز علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں تعارض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اما اولا فلانه استدلال بالدلالة او القياس فى مقابلة النص فلا يسمع واما ثانيا فلان المضى فى الصلوة لمن شرع فيها قبل الخطبة جائز بخلاف المضى فى الامر بالمعروف لمن شرع فيه قبل فكما لا يصح قياس الصلوة بالامر بالمعروف بقاء لا يصح ابتداء والله اعلم۔

(حاشیہ نسائی ص ۲۰۷ ، ج ۱)

انصات و استماع کا تعارض ثابت کرنے میں دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں :-
پہلی یہ کہ انصات و استماع سے استدلال کرتے ہوئے حدیث کو رد کرنا ، استدلال بالدلالۃ ہے۔ یا استدلال بالقیاس ہے جو نص کے مقابلے میں مردود ہوتا ہے۔
دوسری خرابی یہ ہوگی کہ خطبہ کے دوران امر بالمعروف کرنا اس کے لیے جائز ہو جائے گا جو خطبہ سے پہلے امر بالمعروف کر رہا تھا کہ خطبہ شروع ہو گیا جس طرح کہ خطبہ سے پہلے شروع کی ہوئی نماز خطبہ کے دوران پوری کرنی جائز ہے۔ اسی طرح امر بالمعروف بھی جائز ہو جائے گا۔ حالانکہ ان لوگوں کے ہاں خطبہ کے وقت نماز اور کلام دونوں منع ہو جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (جنھوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کی) اپنی معرکۃ الآراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا جَاءَ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا رِعَایَۃً لِسُنَّۃِ الرَّاتِبَۃِ وَاَدَبِ الْخُطْبَۃِ جَمِیْعًا بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ وَلَا تَغْتَرَّنَّ فِیْ ہٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ بِمَا یَلْہَجُ بِہٖ اَہْلُ بِلَادِکَ فَاِنَّ الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ وَّاجِبٌ اِتِّبَاعُہٗ۔ (ص ۲۲، ج ۲)

جب کوئی شخص جمعہ کے دوران آئے تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھ جائے تاکہ امکانی حد تک سنّت راتبہ اور خطبے کی رعایت کی جا سکے۔ تم اپنے اہل بلد کے تعامل وطریقے سے دھوکا نہ کھانا، کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا اتباع واجب ہے۔

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مذکورہ مسئلہ پر طویل بحث کے بعد یوں فیصلہ دیتے ہیں:

اَلْاِنْصَافُ اَنَّ الصَّدْرَ لَمْ یَنْشَرِحْ لِتَرْجِیْحِ اَحَدِ الْجَانِبَیْنِ اِلَی الْاٰنَ وَلَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔

(فتح الملہم ص ۴۱۸، ج ۲)

انصاف کی بات یہ ہے کہ اب تک جانبین میں سے کسی کو ترجیح دینے کے لیے میرا انشراحِ صدر نہیں ہوا۔ آئندہ شاید ہو جائے۔

۴۔ امام ابن ہمام اور امام زیلعیؒ بھی بخاری و مسلم والی قولی روایت کے قائل ہیں۔ اور اس کے مخالف روایات کو صحیح نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ امام بیہقیؒ کی تنقید کو بلاکم وکاست نقل فرماتے ہیں۔

۵۔ مدیر تجلّی کے چچا مولانا شبیر احمد عثمانی بھی بخاری و مسلم والی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ بدیں وجہ مسئلہ مذکورہ میں حنفی مذہب کو راجح قرار نہیں دے سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ حدیث

اب ائمہ حدیث کا مسلک بھی لگے ہاتھوں سُنتے جائیے۔

ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ اور ائمہ محدثین میں امام بخاریؒ، مسلمؒ، ابن ماجہؒ، نسائیؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور امام دارمیؒ یہ تمام حضرات خطبے کے دوران دو رکعت پڑھنے کے قائل ہیں۔ ثبوت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:-

۱۔ سنن دارمی مطبوعہ دمشق ۱۳۴۹ھ جلد ۱، صفحہ ۳۶۴ بَابٌ فِیْمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ۔

اس باب میں امام صاحب نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پہلی تو وہی حضرت جابرؓ والی ہے۔ دوسری حضرت ابوسعید خدریؓ کی اور تیسری حسن بصریؒ کی۔ اس تیسری حدیث کے اختتام پر یہ الفاظ بھی مذکور ہیں:-

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَبِہٖ اَقُوْلُ (یعنی امام دارمیؒ فرماتے ہیں کہ میں بھی دورانِ خطبہ دو رکعت پڑھنے کا قائل ہوں)

۲۔ سُنن ابن ماجہ طبع مصر ۱۳۱۳ھ ج ۱، ص ۱۷۸، بَابُ مَاجَاءَ فِیْمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فِیْہِ حَدِیْثُ جَابِرٍ

یعنی امام ابن ماجہ کا بھی وہی مسلک ہے جو شوافع اور اہلحدیث کا ہے۔

۳۔ سنن نسائی مع تعلیقات سلفیہ ج ۱، ص ۱۶۵ بَابُ الصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لِمَنْ جَاءَ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ وَفِیْہِ حَدِیْثُ جَابِرٍ اَیْضًا

یعنی امام نسائیؒ بھی اسی مسلک کے قائل ہیں جو اہلحدیث اور شوافع کا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ جامع ترمذی ج ۱، ص ۳۶۲، ۳۶۵، بَابُ مَا جَاءَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ اِذَا جَاءَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فِيْهِ ثَلَاثَةُ اَحَادِيْثَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ بَعْدَ اَنْ سَاقَ الْحَدِيْثَ۔

حَدِيْثُ اَبِیْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا دَخَلَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَاِنَّهٗ يَجْلِسُ وَلَا يُصَلِّیْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

یعنی امام ترمذیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ ان سب حضرات کا مسلک یہی ہے کہ حالتِ خطبہ مسجد میں داخل ہونے والے کو دو رکعت پڑھنی چاہیئے۔ اور یہی سب سے زیادہ صحیح بھی ہے۔ ہاں! بعض کا مسلک ہے کہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔ جیسے سفیان ثوریؒ اور اہلِ کوفہ، مگر یہ قول مرجوح ہے

۵۔ سُنَنِ ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱، ص ۴۳۴۔ بَابُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَفِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ۔

یعنی امام ابوداؤد بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ دورانِ خطبہ مسجد میں داخل ہونے والے کو دو رکعت پڑھنا چاہیئے۔

۶۔ صحیح مسلم مطبوعہ مصر ۱۹۴۷ء الجزء الخامس ص ۱۶۲۔ بَابُ التَّحِيَّةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ

پوری صحیح مسلم آپ دیکھ ڈالیئے، اس روایت کے خلاف کوئی روایت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے گی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام مسلمؒ کا مسلک بھی وہی ہے جو اہلحدیث اور شوافع کا ہے۔ امام نوویؒ نے جو کچھ اس حدیث کے ذیل میں کہا ہے، وہ تو شاید آپ کو بھی معلوم ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۔ الجامع الصحیح للبخاری مع فتح الباری مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۳۳۶ بَابُ اِذَا رَاَی الْاِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ یَخْطُبُ اَمَرَهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ وَفِیْهِ حَدِیْثُ جَابِرٍ

اس باب سے مسئلہ کی نوعیت ظاہر ہے۔ پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کا کیا علاج؟

حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی مفصل شرح کی ہے اور مانعین کے جتنے دلائل ہیں سب کا مُسکت جواب دیا ہے۔ چنانچہ اسی شرح کے ضمن میں اس قول پر بھی گفتگو کی ہے جس میں خلفاء راشدینؓ اور جمہور صحابہؓ کو مانعین میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ ایک مبہم قول ہے جسے سب نے نقل کیا ہے لیکن تصریح کسی نے بھی نہیں کی چنانچہ ابن حجرؒ نے اس کا بھی جواب دے دیا ہے۔

دوسرا باب امام بخاریؒ اس طرح قائم فرماتے ہیں: بَابُ مَنْ جَاءَ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ وَاَیْضًا فِیْهِ حَدِیْثُ جَابِرٍ۔

میں اس بات کے ذیل میں صرف اتنا ہی کہوں گا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

ہم نے مانا، آپ نے خلفاء راشدینؓ اور جمہور صحابہؓ جیسے خوش کن الفاظ نوویؒ، شوکانیؒ اور طحاویؒ کے حوالہ سے نقل فرمائے ہیں لیکن افسوس نہ طحاوی کے دلائل ہمارے سامنے ہیں اور نہ قاضی عیاضؒ کے، بلکہ ابن حجر عسقلانیؒ کو بھی اس قول کے ←

→ تسلیم کرنے سے انکار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصلِ کلام

۱۔ جو لوگ دورانِ خطبہ دو رکعت پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل صریح و صحیح و مرفوع مسلّم و غیر متکلم فیہ حدیث ہے۔

۲۔ ائمہ اربعہ میں دو جلیل القدر امام یعنی امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک ہے کہ دورانِ خطبۂ جمعہ دو رکعت پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ ائمہ محدثین امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور امام دارمیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

۴۔ صحابہؓ و تابعینؒ و فقہاء محدثینؒ کا عمل ان ہی کی تائید کرتا ہے۔

۵۔ وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تدبّر و تفقّہ کو دوسروں کے تدبّر و تفقّہ پر ترجیح دیتے ہیں۔

۶۔ وہ آیاتِ قرآنی کے معانی و مطالب وہی درست سمجھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاتے ہیں۔

۷۔ وہ انصات فی الخطبہ اور دو رکعت پڑھنے میں کوئی تعارض نہیں سمجھتے، کیونکہ دونوں بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ثابت اور دونوں صحیح بلکہ صحیح ترین ہیں۔

۸۔ جس حدیث پر صحاح ستّہ کا اتفاق ہو وہ سب کے نزدیک معمول بہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد علی جانباز** صاحب مدظلہ کی

علمی و تحقیقی تصانیف

- نفحات العطر فی تحقیق مسائل عید الفطر
- اہمیتِ نماز
- احکامِ دعا اور توسل
- احکامِ سفر
- حرمتِ متعہ

www.KitaboSunnat.com

- مسائلِ قربانی
- تحفۃ الوری فی تحقیق مسائل عید الاضحیٰ
- دورانِ خطبہ دو رکعت پڑھنے کا حکم
- صلوٰۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ